سحرش خان بھٹو

چاند میری چوکھٹ پر

ہمارے بس میں ہوتی جو زخم دل کی جھلک
ہم آئینے کو بھی اپنی طرح رلا دیتے...!
ہمیں بھی جو روشنیوں پر دسترس ہوتی
کبھی چراغ جلاتے کبھی بجھا دیتے...!

"ہمارے بس میں ہوتی جو زخم دل کی جھلک..."
اف کتنا درد تھا اس شخص کے لہجے میں، آخر آج اس درد کو الفاظ کی صورت دے ڈالی آپ نے زرار ارسلان... وہی درد جو اکثر آپ کی آنکھوں میں نمی کی صورت ہلکورے لیتا دکھائی دیتا تھا۔ آج الفاظ کی شکل میں ڈھل کر اپنا اضطراب آشکار کر گیا۔

مشارب نے شام میں ہونے والی پارٹی کا وہ منظر یاد کرتے ہوئے سوچا پھر گلاس وال کے اس پار دیکھنے لگی۔ جہاں بارش کی بوندیں کن من کرتی لان کی گھاس پر برس رہی تھیں۔ لان میں پھیلی ہلکی سی روشنی میں بارش کی بوندیں ننھے منے موتیوں کی طرح دکھائی دیتی تھیں۔ ان سے نظر ہٹا کر اس نے اپنی مخروطی انگلیوں کی مدد سے چہرے پر پھیلی نمی کو صاف کیا اور ہٹ کر اپنے بیڈ پر آ گئی اور آنکھیں موند لیں مگر اگلے ہی پل ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ وہ مضطرب سا چہرہ اور روئی روئی سی بے خواب آنکھیں ایک بار پھر اس کے تصور کے پردے پر لہرا رہی تھیں۔

وہ اس شخص یعنی زرار ارسلان شاہ کے لیے آج سے نہیں بلکہ پچھلے سات سالوں سے یونہی مضطرب ہوتی آ رہی تھی۔ اس شخص کی اداس آنکھیں اور اضطراب میں لپٹا ہوا ہر ایک انداز مشارب کو اکثر ہی ڈسٹرب کر دیا کرتا تھا۔ لیکن آج شام ڈاکٹر زرار

مکمل ناول

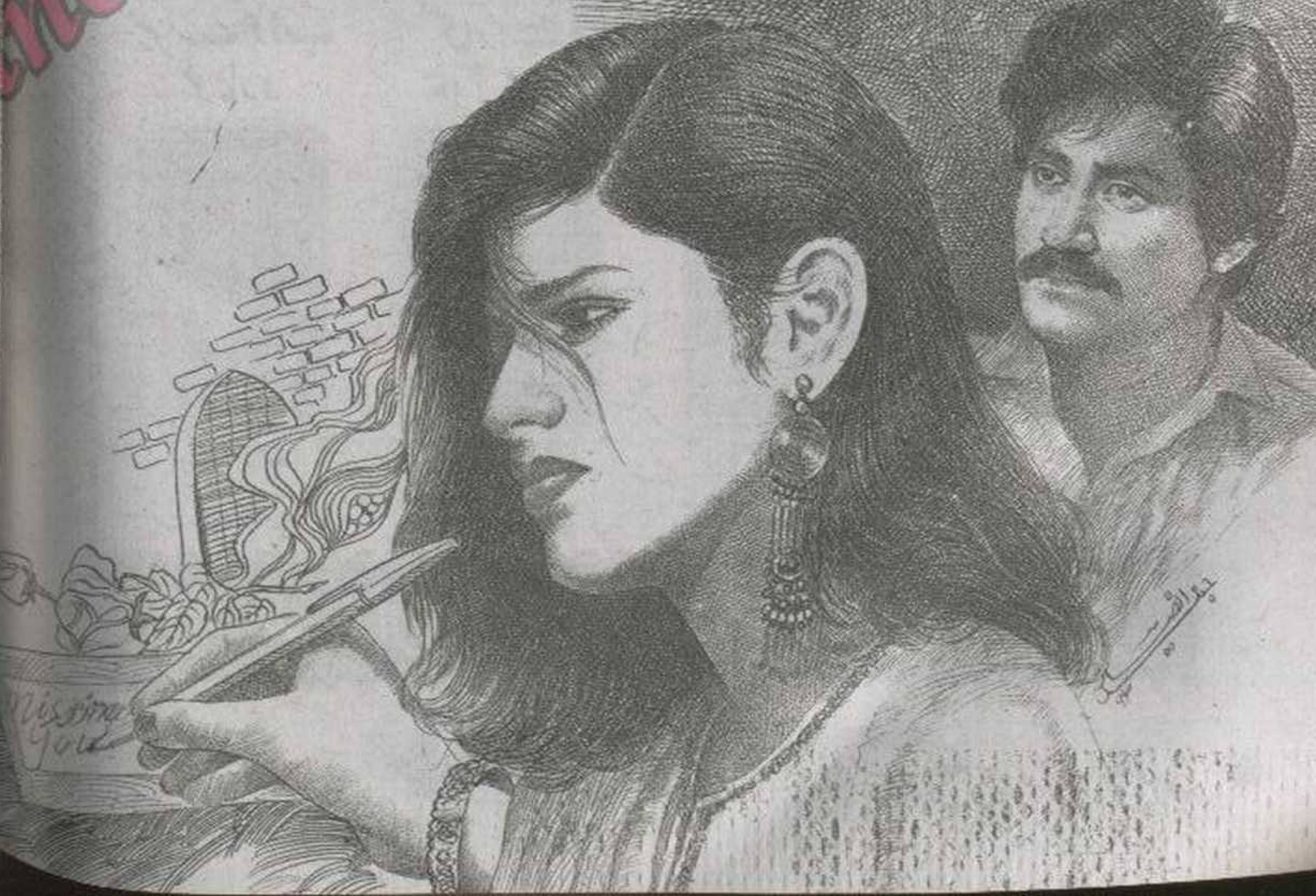

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

ارسلان نے اپنی برتھ ڈے پارٹی میں وہ غزل گنگنا کر اسے ایک نئے اضطراب سے آشنا کر دیا تھا۔ زرار شاہ کے لہجے میں چھپے درد نے اس کو وہ رات یاد دلا دی تھی۔ جس نے آج سے سات سال پہلے مشارب سلطان کو زرار ارسلان کے کرب سے آگاہ کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

ان دنوں وہ سی ایم سی (چانڈ کا میڈیکل کالج) کی اسٹوڈنٹ تھی۔ جب خاندان میں معاذ بھائی اور حرا آپی کی شادی کا ہنگامہ جاگ اٹھا تھا یہ اطلاع اسریٰ نے فون پر مشارب کو دی تھی اور وہ حیران رہ گئی تھی۔

"بٹ اسریٰ! حرا آپی تو زرار لالہ سے انگیجڈ ہیں ناں۔۔۔؟"

"ارے۔۔۔ تمہیں نہیں پتا!" اسریٰ اس کی بے خبری پہ ہنس پڑی۔

"حرا آپی معاذ لالہ میں انٹرسٹڈ تھیں اور انہوں نے پچھلے دنوں خودکشی کی کوشش کی تھی ناں جس کی وجہ سے دادی جان اور بڑے بابا وغیرہ کو اپنا برسوں پرانا فیصلہ بدلنا پڑا۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔۔۔ یار کمال ہے۔ اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے کسی نے بتایا بھی نہیں۔۔۔" اس نے شکوہ کیا۔

"سوری مشی! اصل میں حالات ایسے تھے کہ تمہیں فون پر کیا بتاتی میں کہ کیا ہوا ہے!" اسریٰ نے معذرت خواہ انداز میں کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔" اس نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

"پھر تم کب آرہی ہو؟" اسریٰ نے پرجوش لہجے میں استفسار کیا۔

"دراصل ان دنوں اسٹڈیز کا بہت برڈن ہو گیا ہے اس لیے شاید شادی سے ایک دو دن پہلے ہی پہنچ پاؤں گی۔"

"کیا! مشارب کی بچی! یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟ رومیل لالہ تو یہ سن کر ہی تمہارے پیچھے لاڑکانہ پہنچ جائیں گے ۔۔۔ تمہیں پتا بھی ہے ان کا۔۔۔ وہ تو چھٹیاں لے کر کل ہی پہنچ رہے ہیں۔" وہ شروع ہو گئی تو مشارب اس کے انداز پہ ہنس پڑی تھی۔

"افوہ۔۔۔ ذرا رک کر سانس تو لے لیا کرو مجھے پتا ہے رومیل کا۔۔۔ میں سمجھا لوں گی۔ کیا کروں مجبوری ہے ڈاکٹر بننے کے لیے قربانی تو دینی پڑتی ہے ناں۔"

"ہاں بالکل کیوں نہیں۔۔۔" اسریٰ نے غصے سے کہہ کر کال کاٹ دی تھی اور وہ دھیمے سروں میں ہنس دی۔

جس دن اس نے قصر سلطان میں قدم رکھا تھا اس رات حرا آپی کی مہندی تھی۔ قصر سلطان کی رونقیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ہاں۔ اسریٰ اور مشارب کچھ زیادہ ہی پرجوش نظر آرہی تھیں کیوں کہ ان کے شعور میں خاندان میں ہونے والی پہلی شادی تھی۔ سو مہندی کے فنکشن کے لیے اپنی باقی تینوں کزن کی طرح مشارب سلطان بھی خوب جی لگا کر تیار ہوئی تھی۔ اس کے لیے شاپنگ مما نے کی تھی چونکہ وہ بیٹی کی پسند جانتی تھیں سو یہی وجہ تھی مشارب کو اپنے لیے خریدی ہوئی ان کی ہر چیز پسند آئی تھی اور اس وقت بھی وہ مما کے لائے گئے سفید غرارہ سوٹ میں نفیس سی جیولری کے ساتھ کلائیوں میں ڈھیر ساری چوڑیاں چڑھائے بے حد معصوم و خوب صورت لگ رہی تھی۔

"اوہ ہو! یہ آج وائٹ فیری قصر شاہ کا رستہ کیسے بھول گئی۔۔۔؟" وہ سیڑھیاں اتر کر جیسے ہی نیچے آئی۔ رومیل نے اس کا رستہ روک لیا۔ وہ صرف اس کا کزن ہی نہیں بیسٹ فرینڈ بھی تھا۔ اس کے تعریف کرنے پر وہ کھل کر مسکرائی۔

"تھینک یو مسٹر کزن!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی تھی۔ جبکہ اس کی اس درجہ بے نیازی پر رومیل اس کی پشت کو تکتا رہ گیا تھا۔

مما کی رشتہ دار خواتین سے ملنے کے بعد وہ منال اور اسریٰ کی طرف آگئی تھی جو اس وقت مہندی کی پلیٹیں

سجانے میں مصروف تھیں۔

"مشارب! تم ذرا دادی کے کمرے سے کینڈلز اور شانیہ وغیرہ کے پیکٹس تو اٹھا لاؤ۔" بڑے سے تھال میں سے مہندی نکال کر ربن سے سجی پلیٹ میں منتقل کرتے ہوئے منال نے اس سے کہا۔ وہ "او کے میں ابھی آئی" کہتی وہیں سے پلٹ گئی مگر جب دادی کے کمرے سے مطلوبہ چیزیں اٹھانے کے بعد وہ باہر نکل رہی تھی تو گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی دادی جان نے اسے نیا حکم دے ڈالا تھا۔

"مشارب! زرار کو تو بھیجنا میرے پاس!"

"جی بہتر دادی جان" اس نے سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے جھٹ سے سر ہلا دیا تھا اور منال کو موم بتیاں پکڑانے کے بعد وہ زرار لالہ کے کمرے میں پہنچی تو ساکت رہ گئی۔

کمرے کے بیچوں بیچ قالین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھے وہ مکمل خود فراموشی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے مخاطب تھے۔ شکوہ کر رہے تھے۔

کیوں اے اللہ! کیوں میرے ساتھ ہی کیوں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے؟

میرے نصیب کا تارہ ہی کیوں ہمیشہ ٹوٹ کر خاک میں جا ملتا ہے۔۔۔

"یہ اداسی یہ اضطراب میرے لیے ہی کیوں؟" پہلے مما چھین لیں آپ نے۔۔۔ اب حرا بھی۔"

"میں دیوانگی کی سرحدوں پہ کھڑا تھا۔۔۔ میں نے بھی تو حرا کو ہی چاہا تھا۔۔۔ تمام تر شدتوں کے ساتھ میں نے اس کا ساتھ مانگا تھا۔

"مگر ہوا کیا؟ ملا کیا؟ میری ہر دعا رائیگاں چلی گئی' ٹھکرا دیا اس نے مجھے سب کے سامنے۔۔۔ میرا سر جھکا دیا اس نے۔۔۔ ہر نگاہ طنزیہ انداز میں میری طرف اٹھتی ہے۔ میری شخصیت کا غرور' میرا سارا وقار حرا شاہ کے انکار نے خاک میں ملا دیا۔

دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں سر کے بال جکڑے وہ پوری شدت سے کہہ رہے تھے۔

مشارب کا پورا بدن پسینے سے شرابور ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے کب آنسو رواں ہوئے اسے پتا نہ چل سکا اور پھر وہ دبے پاؤں اس شکست خوردہ شخص کے کمرے سے نکل آئی تھی۔ نیچے لان سے آتی تیز میوزک کی آواز اسے زہر لگ رہی تھی۔ زرار ارسلان کے آنسو اور سسکیاں اپنے کمرے میں آنے کے بعد بھی مشارب کی سماعتوں میں گونج رہی تھیں۔ بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے دونوں گھٹنوں پہ اپنی پیشانی ٹکا کر وہ ایک دم پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

زرار لالہ کے غم پہ اس کا حساس سا دل پھٹا جا رہا تھا۔ اس سارے عرصے میں پہلی بار اسے حرا آپی پر

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

ساری بھول ہماری تھی	راحت جبیں	300/-
او بے پروا بجن	راحت جبیں	300/-
ایک میں اور ایک تم	تنزیلہ ریاض	350/-
بڑا آدمی	نسیم سحر قریشی	350/-
دیمک زدہ محبت	صائمہ اکرم چوہدری	300/-
کسی راستے کی تلاش میں	میمونہ خورشید علی	350/-
ہستی کا آہنگ	ثمرہ بخاری	300/-
دل موم کا دیا	سائرہ رضا	300/-
ساڈا چڑیا دا چنبا	نفیسہ سعید	300/-
ستارہ شام	آمنہ ریاض	500/-
مصحف	نمرہ احمد	300/-
دست کوزہ گر	فوزیہ یاسمین	750/-

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

http://famousurdunovels.blogspot.com/

غصہ آیا تھا۔ جو اپنی خوشی کے حصول کے لیے اک شخص کو اس قدر اذیت میں مبتلا کر چکی تھیں۔

وہ فطرتاً" بے حد حساس لڑکی تھی بچپن سے دوسروں کی تکلیف پر تڑپ اٹھنے والی مشارب کے سامنے اب اس کے اپنے بابا زاد تھے وہ ان کے غم پر کس طرح نہ تڑپتی جو بچپن سے لے کر اب تک محرومیوں کا شکار ہوتے آ رہے تھے۔

اپنی مما کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی بہنوں کی نفرتوں کا شکار ہوتے آئے تھے مشارب کو زرار لالہ سے بے حد دکھ ہو رہا تھا وہ اس کا دکھ نہیں بانٹ سکتی تھی۔ ایک تو عمروں کا فرق تھا اور کچھ زرار ارسلان کا رویہ اپنے تمام کزنز کے ساتھ ہمیشہ سے ہی لیا دیا سا تھا۔ جس کی وجہ سے کبھی مشارب کی ان سے بے تکلفانہ انداز میں بات ہوئی تھی۔

پھر شادی والے دن بھی وہ بے چین تھی کیوں کہ اسے اسریٰ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ زرار لالہ کو بہت تیز بخار ہو گیا ہے اور وہ نیم بے ہوشی میں پڑے ہیں۔ قصر سلطان سے سب لوگ شادی ہال میں آ گئے تھے۔

"وہ قصر سلطان کی تنہا فضاؤں میں ماتم منا رہے ہوں گے۔" اس نے تصور کی آنکھ سے زرار ارسلان کو لان کے بیچوں بیچ تنہا کھڑے روتے ہوئے دیکھا تو وہ اشک اس کی پلک کناروں سے ٹوٹ گرے اسے کچھ خبر ہی نہ ہو سکی۔

چونکی تب جب رومیل ارسلان کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"خیریت؟ بہنا! آج حرا آپی کی ہونے والی ہے اور آنسو آپ بہا رہی ہیں۔ میرے خدا یہ ماجرا کیا ہے۔"

"رومیل! مجھے گھر جانا ہے۔!" مشارب نے فرمائش کی۔

"ایں! یہ کیا فرمان جاری کر دیا۔؟" رومیل نے حیرت سے آنسو پونچھتی مشارب کو دیکھا تو وہ روٹھے انداز سے بولی۔

"بس میں کچھ نہیں جانتی رومی! مجھے گھر واپس جانا ہے۔"

"لیکن مشی ہوا کیا؟" وہ اس کی ضد پر حیران ہوا۔

"اف!" مشارب — اپنی دونوں کنپٹیاں دباتے ہوئے بہانہ کیا تھا۔

"میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے رومیل۔ اس شور و ہنگامے میں تکلیف زیادہ ہو رہی ہے۔ سو پلیز یو آر مائی بیسٹ فرینڈ۔ تم مہربانی کر کے مجھے گھر چھوڑ آؤ۔" اس نے وجہ بیان کی۔

"کہیں تمہیں بخار تو نہیں ہے۔؟" اس کے لجاجت بھرے انداز میں کہنے پر وہ متفکر سا ہو کر اس کی طرف بڑھا تھا۔

"ہاں مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔" وہ جلدی سے بولی۔

"اوکے تو ایک منٹ یہیں ویٹ کرو میں شعیب لالہ سے ان کی گاڑی کی چابی لے کر آتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ شعیب لالہ کی تلاش میں چل دیا تو وہ وہیں پر کھڑی ہو کر اس کا انتظار کرنے لگی۔ لیکن صرف چند منٹ بعد ہی وہ اترا چہرہ لیے واپس آ گیا تھا۔

"کیا ہوا؟ لالہ نے چابی نہیں دی کیا؟" مشارب نے اس کا اترا چہرہ دیکھ کر سوال کیا تھا۔

"نہیں۔" رومیل کا لہجہ سرد تھا۔

"کیوں؟ کیوں نہیں دی؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تمہارے لالہ صاحب یہاں پہ ہوں گے تو دیں گے نا گاڑی کی چابی۔ وہ کب کے اپنی گاڑی لے کر یہاں سے نکل چکے ہیں کیونکہ زرار صاحب نے بخار کا ڈرامہ کیا ہے۔"

ہمیشہ کی طرح اپنے سوتیلے بھائی کا ذکر کرتے ہوئے رومیل کا لہجہ زہریلا ہو چکا تھا۔

"اٹس اوکے رومیل" اس نے اس کا اشتعال کم کرنا چاہا اور دل ہی دل میں یہ سن کر مطمئن ہو گئی تھی کہ شعیب لالہ اس وقت زرار لالہ کے پاس تھے۔

"چلو مشارب! میں چاچو کی گاڑی میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں۔" رومیل نے سوچوں میں گھری مشارب

سلطان کا ہاتھ تھام لیا تو وہ اس کے ساتھ ہو لی۔

"ارے! مشارب تم کہاں تھیں اور یہ تم میرے معصوم بھائی کو لے کر کہاں غائب ہونے کے چکر میں ہو؟" منال اور اسریٰ سے سامنا ہوا تو اسریٰ نے شریر انداز میں اس کو چھیڑا تھا۔

"ہا۔ ہا!" رومیل بہن کی بات سن کر ہنس پڑا مگر مشارب خاصے سنجیدہ موڈ میں تھی۔ اس لیے مسکرا بھی نہ سکی۔

"اوئے یہ مشی کی شکل پر بارہ کیوں بج رہے ہیں خیریت ہے نا؟" منال نے اس کی سنجیدگی نوٹ کرتے ہوئے ٹوکا تھا۔

"ایکچوئلی منال اس کے سر میں درد ہے۔" جو اب مشارب کے بجائے رومیل کی طرف سے آیا تھا۔

"اوہ!" اسریٰ نے ہنستے ہوئے بھائی کو دیکھا۔

"اس کا مطلب ہے آپ نے میری دوست کو نظر لگائی ہے۔"

"ارے منال بہن۔ یہ خوامخواہ کا الزام ہے مجھ پہ۔" رومیل جھینپ کر بولا۔ مشارب کو اس وقت ان تینوں کی نوک جھونک سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہاں سے غائب ہو جاتی۔

"رومیل پلیز! جلدی کرو نا۔" مشارب نے بے زاری سے کہا۔

"ارے۔ ہاں بابا! بس ابھی چلتے ہیں" وہ فوراً اس کی جانب متوجہ ہوا۔ پھر منال اور اسریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"تم لوگ مما اور آنٹی کو بتا دینا مشی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں اس لیے اسے قصر سلطان چھوڑنے جا رہا ہوں۔ میں اس کو ڈراپ کر کے فوراً واپس آ جاؤں گا۔"

"اوکے فائن لالہ! میں کہہ دوں گی۔" مشارب کی طبیعت کے پیش نظر اسریٰ نے حسب سر ہلا کر بھائی کو اطمینان دلایا دونوں تیز قدموں سے چلتے ہوئے پارکنگ ایریا کی طرف آ گئے' رومیل اسے وہاں چھوڑنے کے بعد آرام کرنے کا مشورہ دے کر خود واپس چلا گیا تھا۔

مشارب سلطان نے قصر سلطان کے لان سے لاؤنج تک کا سفر بہت تیزی سے طے کیا۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کی پہلی نظر باقر کاکا پہ پڑی تھی۔

"باقر کاکا! شعیب لالہ کہاں ہیں۔؟" اس نے شعیب لالہ کے متعلق استفسار کیا۔

"بی بی جی! وہ تو چھوٹے زرار سائیں کو لے کر اسپتال گئے ہیں انہیں بہت تیز بخار تھا نا جی اس لیے۔"

"اچھا کب گئے وہ؟" مشارب کے لہجے سے اضطراب جھلکا۔

"جی بی بی! دو گھنٹے ہو گئے ہیں ان کو گئے ہوئے۔ اب تو آنے والے ہوں گے۔"

"اوکے۔ ایک کپ چائے بنا دیں میرے لیے اور ہاں کوئی پین کلر بھی چائے کے ساتھ ضرور لائیے گا۔ میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔" جو بہانہ وہاں رومیل کے سامنے جھوٹ موٹ میں تراش بیٹھی تھی وہ سچ ہو گیا تھا اس کے سر میں واقعی بہت شدید درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔

"اف میرا سر۔" مخروطی انگلیوں سے اپنی پیشانی سہلاتے ہوئے اس نے سرعت سے سیڑھیاں طے کیں اور اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ بھاری کپڑوں سے خود کو آزاد کرنے کے بعد اس نے ایک ہلکا پھلکا سوٹ زیب تن کیا تھا۔ چائے کے ساتھ سر درد کی گولی لے کر وہ کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ کھڑکی کے اس پار نظر آتے گیٹ کو نظروں کی گرفت میں لیے مشارب شدت سے شعیب لالہ کی آمد کی منتظر تھی۔

تب اچانک ہی گیٹ کھلا تھا اور ڈھول تاشوں کی گونج میں قصر سلطان میں معاذ شاہ کی بارات داخل ہوئی تھی۔ محض چند منٹوں میں ہی پھولوں کی بارش اور مووی کیمرے کی روشنیوں کی زد میں آ کر قصر سلطان کا لان یکایک مہک اٹھا تھا۔ ہر سمت رنگ برنگے آنچل لہراتے نظر آ رہے تھے۔ ہر نظر دولہا دلہن کی جوڑی کو سراہ رہی تھی مگر مشارب بہت جلد اس سارے منظر

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

سے اٹھا کر کھڑکی سے ہٹ گئی تھی۔

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندتے ہوئے اس نے شدت سے نیند کی خواہش کی تھی۔ تب وہ ستارے اس کی بند آنکھوں سے ٹوٹ کر رخساروں کو نم کر گئے تھے۔ اسے رہ رہ کر زرار لالہ کی فکر ستا رہی تھی یقیناً "ان کی حالت مزید بگڑ گئی ہوگی تب ہی انہیں ایڈمٹ کر لیا گیا ہوگا۔" اس نے متفکر ہوتے سوچا تھا۔

☼ ☼ ☼

اگلی صبح مشارب کی لاڑکانہ کے لیے فلائٹ تھی اس لیے رات کو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دادی جان کو خدا حافظ کہنے کے لیے ان کے کمرے میں آگئی تھی۔

تب اس نے پورے چار دن بعد وہاں زرار ارسلان کو دیکھا تھا۔ سرمئی رنگ کے کاٹن کے سوٹ میں سفید شال کندھوں پہ لیے سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ نیچے کارپٹ پہ دادی جان کے پلنگ کے بالکل قریب گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے۔

مشارب کے قدم وہیں چوکھٹ پر جم گئے تھے اور آنکھوں کی سطح تیزی سے گیلی ہوتی چلی گئی تھی۔ وہ جھٹکے سے وہاں سے پلٹ جانا چاہتی تھی مگر زرار ارسلان کی لرزتی آواز نے اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال دی تھی۔

"میں ہار گیا دادو۔۔۔ میں ہار گیا۔ وہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔ وہ نکل گئی میری زندگی سے دادو! آپ کے زرار کو ٹھکرا کر چلی گئی وہ۔"

"میں۔۔۔ میں یہ اذیت نہیں سہہ پاؤں گا دادو! میں مر جاؤں گا۔"

"زرار میرے بیٹے۔۔۔ خود کو سنبھالو۔ مجھے اس طرح اذیت مت دو۔" دادی نے التجائیہ انداز میں کہا تھا اور پھر تڑپ کر انہیں اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ وہ ان کی چھاتی میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے تھے۔

"دنیا حرا پر ختم تھوڑی ہوئی ہے میری جان۔۔۔ دیکھنا میں اپنے سوہنے کے لیے کتنی پیاری دلہن لاؤں گی۔"

"دادو! انہیں اب نہیں۔۔۔ حرا نہیں تو کوئی اور ہرگز نہیں۔"

"آپ دوبارہ یہ بات کہیے گا بھی مت۔۔۔ میں اب کبھی شادی نہیں کروں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔"

"ارے باؤلا ہو گیا ہے کیا؟" دادی جان کی آنکھیں صدمے سے پھٹنے کو تھیں۔

"ہاں دادو! یہ میرا خود سے کیا گیا عہد ہے۔" آپ پلیز مجھے فورس مت کیجیے گا نہ ابھی نہ پھر کبھی۔"

"زرار! مجھے یہ دکھ بھی دو گے اب تو؟" وہ بہت دیر بعد کچھ کہنے کے قابل ہوئی تھیں۔ جس کو محسوس کرتے ہوئے زرار شاہ کے لب کپکپا اٹھے تھے مگر وہ بولے کچھ نہیں تب بہت اچانک دادی جان کی نظر دروازے میں ساکت کھڑی مشارب پر گئی تھی۔

"ارے مشارب! میری بچی آؤ نا اندر، وہاں کیوں کھڑی ہو؟"

"وہ" "جی دادی۔۔۔" دادی کے اپنی طرف متوجہ ہونے پر وہ دفعتاً ہڑبڑا گئی تھی۔ پھر مرے مرے قدم اٹھاتی دادی کے قریب آگئی۔

"وہ دراصل دادی جان! میں کل صبح کی فلائٹ سے لاڑکانہ جا رہی تھی۔ اس لیے سوچا آپ کو خدا حافظ کہہ دوں۔" ان کے بیڈ کے قریب رک کر اس نے اپنی آمد کی وجہ بتائی اور کن انکھیوں سے زرار شاہ کی طرف دیکھا تھا۔

جانے وہ واقعی اتنے خوبرو تھے یا پھر اداس ہو کر ایسے دکھائی دیے تھے۔ مشارب سمجھ نہ پائی تھی۔

"تو میری بچی جا رہی ہے؟" انہوں نے مشارب کی پیشانی چومتے ہوئے الوداعی بوسہ دیا تو وہ مسکرائی۔

"جی دادی! پانچ دن کی چھٹی لے کر آئی تھی میں۔۔۔ پہلے ہی اسٹڈیز کا کافی حرج ہو چکا ہے۔" اس نے بتایا تو دادی جان مسکراتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"ہاں میری جان! خوب دل لگا کر پڑھو اور کامیاب ڈاکٹر بنو بالکل میرے زرار کی طرح۔" انہوں نے قریب بیٹھے زرار ارسلان کی جانب دیکھا جو بھیگی پلکیں

جھکائے جانے کیا کارپٹ پہ ڈھونڈ رہے تھے۔

کوئی تعویذ ہو رد بلا کا
میرے پیچھے محبت پڑ گئی ہے

☼ ☼ ☼

اور یوں وہ زرار لالہ کی وجہ سے اپنے دل میں ڈھیروں اداسیاں سمیٹے لاڑکانہ واپس چلی آئی تھی۔ اور پھر سال آنے کے محض چند ماہ بعد ہی اسے اسریٰ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ زرار شاہ ہائیر اسٹڈیز کی غرض سے لندن روانہ ہو چکے ہیں اور وہاں سے واپس لوٹنے کے بعد ان کا ارادہ دادا جان کا تعمیر کردہ پرائیویٹ ہسپتال دار الشفاء سنبھالنے کا تھا۔ زرار ارسلان کا ارادہ جان کر مشارب کو بے حد خوشی ہوئی تھی اور اس نے بھی اپنی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد وہیں جاب کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اور پھر وقت کی گاڑی اتنی تیزی سے آگے بڑھتی گئی تھی کہ اگر کبھی وہ پیچھے پلٹ کر دیکھتی تو گزرے ہوئے سالوں پہ اڑتی وقت کی دبیز تہہ دیکھ کے حیران رہ جاتی۔ جس سال وہ اپنی اسٹڈیز مکمل کر کے ہاؤس جاب کر رہی تھی اسی سال زرار ارسلان بھی لندن سے واپس آگئے تھے پھر پاکستان آنے کے فوراً بعد ہی انہوں نے اپنے پلان کے مطابق دار الشفاء کو سنبھال لیا تھا اور ایک ماہر سرجن زرار ارسلان کی توجہ و محبت نے محض دو ڈھائی سال کے عرصے میں دار الشفاء کو شہر کے مشہور پرائیویٹ اسپتالوں کی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ اپنی ہاؤس جاب مکمل کرنے کے بعد سلطان شاہ سے اجازت لے کر مشارب نے بھی دار الشفاء جوائن کر لیا تھا۔ جبکہ رومیل ارسلان نواب شاہ میڈیکل کالج سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے بیرون ملک روانہ ہو چکا تھا۔ اسی دوران شعیب سلطان کو بھی اپنی پسند کی لڑکی مل گئی تھی۔ جس سے منگنی ہو جانے کے بعد عنقریب وہ شادی کا ارادہ رکھتے تھے۔ منال اور اسریٰ نے ایم اے انگلش کے بعد پڑھائی کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ خاندان میں ہی دونوں کی نسبتیں طے تھیں۔ جلد ہی ان کی شادیاں ہونے والی تھیں۔

لندن جانے کے بعد رومیل مشارب کو بھولا نہیں تھا۔ اس کی جانب سے ڈھیر سارے کارڈز' چاکلیٹس اور دوسرے چھوٹے موٹے گفٹس اسے اکثر ملتے رہتے تھے۔ ہر ویک اینڈ پر وہ اسے کال ضرور کرتا تھا۔ اور وہ کال گھنٹہ گھنٹہ بھر کی ہوتی۔ اس کی اتنی طویل کال پر مشارب چڑ جاتی تھی۔ مگر وہ بغیر پرواہ کیے ہنستا چلا جاتا تھا۔

☼ ☼ ☼

دار الشفاء جوائن کرنے کے بعد مشارب کو زرار ارسلان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ اس پانچ سال کے عرصے میں پہلے سے زیادہ ہینڈسم اور گریس فل ہو چکے تھے۔ مگر ہمہ وقت آنکھوں میں ہلکورے لیتی اداسی اور وجیہہ چہرے پہ چھایا اضطراب مشارب کو آج بھی بے چین کرتا تھا۔

دار الشفاء میں ڈاکٹر رجا' ڈاکٹر فہد' ڈاکٹر اریب اور ڈاکٹر آصف کے ساتھ اس کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ ان کا پورا اسٹاف ذمہ دار اور اپنے پیشے سے مخلص نظر آتا۔ مشارب بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی پوری کوشش کرتی تھی مگر جانے کیا بات تھی کہ زرار ارسلان کے سامنے ہمیشہ ایسی کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی جس پر وہ اس کو سرد نظروں سے گھورتے ہوئے پیچھے کے کھٹی پر وہ لیکچر سناتے کہ جسے سننے کے بعد مشارب کے چودہ طبق روشن ہو جاتے تھے۔

"یس سر! یس سر" کی گردان اس کے ہونٹوں پر رہتی تھی۔

"آخر مجھے ہو کیا جاتا ہے زرار لالہ کے سامنے؟ میں اس قدر بوکھلا کیوں جاتی ہوں۔ اگر وہ مجھے غائب دماغ سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہی سمجھتے ہیں۔ مجھ جیسی اسٹوپڈ لڑکی ہے ہی اس قابل۔" کتنی ہی دیر خود پہ غصہ کرنے کے بعد وہ اگلی بار زرار سر کے سامنے پر اعتماد رہنے کا حتمی فیصلہ کرتی مگر اس فیصلے پر وہ ڈاکٹر زرار کے سامنے کبھی عمل نہ کر پائی تھی۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels1.blogspot.com/

اب جب بھی ان سے سامنا ہوتا یا وہ کچھ استفسار کرتے تو وہ اعتماد کے ساتھ جواب دینے کے بجائے "سر یس سر وہ سر۔" کی رٹ لگائے رکھتی۔

اسپتال میں ڈاکٹر مشارب اور ڈاکٹر زرار کے رشتے سے فقط ڈاکٹر اریب ہی واقف تھے۔ اس بات کا کسی اور کو علم نہیں تھا۔ ایک تو وہ دونوں اسپتال اپنی اپنی گاڑیوں میں آتے تھے دوسرا ان کے بیچ کزنز والی کوئی بے تکلفی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ اب تو مشارب کو دارالشفاء میں جاب کرتے ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ ہونے کو تھا۔ مگر وہ ڈاکٹر زرار کی نظروں میں ایک قابل ڈاکٹر بننے کی خاطر دن رات محنت کرتی جا رہی تھی۔

اس کا رویہ اپنے تمام مریضوں کے ساتھ بہت ہی دوستانہ سا تھا۔ وی آئی پی وارڈ میں ایڈمٹ بنٹی اور ننھی سی ردا سے اس کی پکی دوستی ہو چکی تھی۔

"نہیں مجھے نہیں پینی دوا میں نہیں پیوں گا۔" بنٹی نے تیسری بار سر نفی میں ہلاتے ہوئے سیرپ پینے سے انکار کیا تھا۔

"اف!" ڈاکٹر رجا نے زچ ہوتے ہوئے قریب کھڑے ڈاکٹر اریب کی جانب دیکھا جو دونوں ہاتھوں کو اپنے پیچھے باندھے خاموش کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"دیکھ رہے ہیں نا ڈاکٹر آپ! بنٹی کتنا ضدی ہو رہا ہے؟"

"دس از ناٹ فیئر بنٹی بیٹا! اگر آپ دوا نہیں پئیں گے تو پھر ٹھیک کیسے ہوں گے؟" بیڈ نمبر سی کے مریض کا حال دریافت کرنے کے بعد ڈاکٹر زرار نے مسکراتے ہوئے بنٹی سے کہا۔ وہ کل شام ہی بیرون ملک سے واپس لوٹے تھے اور اس وقت دارالشفاء کے راؤنڈ پر نکلے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر رجا اور ڈاکٹر اریب دونوں ہی اس کے ساتھ تھے۔

"تو ڈاکٹر۔۔۔ مجھے ڈاکٹر رجا کے ہاتھ سے دوائی نہیں پینی۔ یہ بہت کڑوی دوا پلاتی ہیں۔" منہ بسورتے ہوئے بنٹی نے کہا تو ڈاکٹر اریب مسکرا دیا۔

"پھر کس کے ہاتھ سے پینی ہے؟" ڈاکٹر رجا کے خجل ہوتے چہرے کو اپنی شوخ نگاہوں کی گرفت میں لیتے ہوئے ڈاکٹر اریب نے استفسار کیا تھا۔

جبکہ ڈاکٹر رجا اسے گھور کر رہ گئی تھی اور پھر خود کو مزید شرمندگی سے بچانے کے لیے جھٹ سے گویا ہوئی۔

"سر! ایکچوئلی بنٹی روز ڈاکٹر مشارب کے ہاتھ سے دوا پیتے ہیں۔"

"میں' میں انہیں بلا کر لاتی ہوں۔" رجا یہ کہتے وارڈ سے باہر نکل گئی۔ ڈاکٹر زرار ارسلان کی آنکھوں میں استعجاب کے رنگ اتر آئے۔ انہوں نے استفساریہ نظروں سے ڈاکٹر اریب کو دیکھا تو وہ ہنس پڑا۔

"یار میرے حیران نہ ہو' دراصل تمہارے پیچھے ڈاکٹر مشارب سلطان نے دارالشفاء کے مریضوں پر جادو سا کر دیا ہے۔ جسے دیکھو انہیں کا دم بھرتا نظر آتا ہے۔ وی آئی پی وارڈ کی مسز شاہان سے لے کر چلڈرن وارڈ کی بنٹی اور ردا تک سب ڈاکٹر مشارب کے ہاتھ سے ہی میڈیسن لیتے ہیں کیونکہ وہ دوائی میں محبت کے ساتھ اپنے شیریں لہجے کی مٹھاس بھی گھول دیتی ہیں اس لیے کڑوے سیرپ کا ذائقہ بھی جام شیریں جیسا ہو جاتا ہے۔" ڈاکٹر اریب مصطفیٰ یونیورسٹی فیلو ہونے کے ساتھ ساتھ زرار شاہ کا قریبی دوست بھی تھا۔ اس نے ہنستے ہوئے ان کو ساری روداد سنائی۔

"اور تو اور تمہاری غیر موجودگی میں میں نے دو آپریشن میں انہیں اسسٹنٹ کے طور پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ ماشاء اللہ بہت ایکٹو ہیں۔" ڈاکٹر اریب نے مسکراتے ہوئے مزید بتایا تو اک بے اختیار مسکراہٹ نے زرار ارسلان کے چہرے کا احاطہ کر لیا۔ تب ہی گھبرائی ہوئی مشارب اندر داخل ہوئی۔

"سر! آپ۔۔۔ نے بلایا تھا؟" مشارب سلطان کی لرزتی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی تو اریب پر سے نگاہ ہٹا کر وہ فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

سفید رنگ کے اسٹائلش سوٹ جس کی لمبی شرٹ کے دامن پر کڑھائی کی گئی تھی سفید اور آل پنے' لمبے بالوں کی چوٹی اپنی نازک پشت پر ڈالے' وہ کچھ فاصلے پر

کھڑی کافی دلکش لگ رہی تھی۔

"یس ڈاکٹر! آپ بنٹی کو دوا پلا دیں۔۔۔ پلیز۔" زرار نے اس سے کہا تھا۔

"جی سر۔۔۔" مشارب سن کر قدرے حیران ہوئی تھی۔

"ہاؤ آر یو لٹل فرینڈ۔۔۔؟" مشارب نے بنٹی کے چہرے پر ایک پیار بھری نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"آئی ایم فائن' بٹ آج آپ نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہا تھا۔" بنٹی اس کو دیکھ کر کھل اٹھا تھا۔

"ویری سوئیٹ فرینڈ! آپ کو تو پتا ہے کہ آپ کی دوست کتنی اچھی ہے۔ سب ہی لوگ اس کے ہاتھ سے دوا لینا پسند کرتے ہیں۔ ابھی میں مسز شاہان کو دوا پلا رہی تھی اس لیے تھوڑی سی دیر ہو گئی۔"

پھر جب وہ بنٹی کو دوا پلانے کے بعد وارڈ سے باہر نکل رہی تھی تو زرار ارسلان نے اچانک اسے پکار لیا۔

غلافی آنکھوں میں اٹھنے والی استعجاب کی لہریں بہت نمایاں تھیں۔ وہ ان آنکھوں میں حیرت کے رنگ دیکھ کر مسکرائے اور ان کے لب دھیرے سے ملے تھے۔

"ویل ڈن ڈاکٹر مشارب! آپ کو ایک ذمہ دار ڈاکٹر کے روپ میں دیکھ کر بہت اچھا فیل ہو رہا ہے۔ امید ہے آئندہ بھی آپ اسی طرح سے اپنے پیشے سے مخلص ہونے کا ثبوت دیں گی۔" نرم لہجے میں اپنی بات مکمل کرنے کے بعد وہ اس کے پاس سے گزر کر باہر نکل گئے۔

مگر وہ تو ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے کیا سنا تھا؟

☆ ☆ ☆

"مشارب! تم ہمارے ساتھ چل رہی ہو بس۔" اسریٰ نے دوٹوک لہجے میں کہتے ہوئے اس کے اوپر سے کمبل کھینچ لیا تھا۔

"اف او کیا مصیبت ہے یار۔۔۔؟" مشارب نے نیند بھری آنکھوں کو بڑی مشکل سے وا کرتے ہوئے بیزاری سے پوچھا۔

"لیٹ نہ کرو لڑکی! ابھی تو ہمارے ساتھ بھی وقت گزار لیا کرو۔" دونوں نے اس کی کھنچائی کی۔

"ایک دن ہی ملتا ہے چھٹی کا' اس دن بھی آرام نہیں کرنے دیتیں۔۔۔" وہ غصے سے بولتی بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ وہ دونوں اس کی حالت دیکھ کر ہنس دیں۔

اور پھر تینوں آدھے گھنٹے میں مارکیٹ میں تھیں۔ کپڑے اور جیولری وغیرہ خریدنے کے بعد منال اور اسریٰ کو کاسمیٹکس کی شاپ پر مصروف چھوڑ کر وہ قریبی بک اسٹال کی طرف آ گئی تھی۔

یہ ہمیشہ سے اس کا معمول رہا تھا کہ شاپنگ کے بعد وہ اپنے لیے ایک کتاب ضرور خریدا کرتی۔ اس وقت بھی اس نے اعتبار ساجد کی کتاب "یہ تنہائی مجھے دے دو" خرید لی تھی۔ پھر کاؤنٹر پر بل پے کرنے کے بعد پلٹی ہی تھی کہ گلاس ڈور کھول کر ڈاکٹر اریب کے ساتھ ڈاکٹر رجا اور ڈاکٹر آصفہ شاپ میں داخل ہوئیں۔

"ارے ڈاکٹر مشارب آپ یہاں پر؟" اس پر نظر پڑتے ہی ڈاکٹر رجا نے خوش گوار لہجے میں استفسار کیا تھا۔ ڈاکٹر اریب اور ڈاکٹر آصفہ بھی اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھیں۔

"یقیناً آپ بھی زرار کے لیے برتھ ڈے پریزنٹ خریدنے آئی ہوں گی مارکیٹ۔۔۔؟"

"برتھ ڈے پریزنٹ؟ زرار سر کے لیے؟" مشارب نے تعجب کے ساتھ ڈاکٹر اریب کی بات دہرائی تھی۔ پھر قدرے حیران ہوتے ہوئے ان تینوں کی طرف دیکھا۔

"کل ڈاکٹر زرار کا برتھ ڈے ہے' آپ کو نہیں معلوم؟" ڈاکٹر کے کہنے پر وہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

"نہیں وہ۔۔۔ دراصل مجھے معلوم تو تھا مگر شاید میں' میں بھول گئی تھی۔" کچھ نروس سے انداز میں اس نے کہا۔

پھر ڈاکٹر اریب اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

"ٹھیک ہے آپ آج بھول گئی ہیں تو کوئی بات نہیں مگر پلیز کل مت بھولیے گا کیونکہ ہم لوگوں نے کل دارالشفا میں ایک چھوٹی سی پارٹی کا انتظام کر رکھا ہے۔ سو آپ ایک عدد تحفے کے ساتھ کچھ تیار شیار ہو کر ضرور آیئے گا۔"

اسے پروگرام سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے مشارب کو پارٹی میں آنے کی دعوت دی تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

☼ ☼

وہ ایک بہت ہی اہم آپریشن کرنے کے بعد آپریشن تھیٹر سے باہر نکلے تھے۔

تھکے تھکے انداز میں کاریڈور کراس کرنے کے بعد جونہی انہوں نے ریسپشن ہال میں قدم رکھا۔ دارالشفاء کے تمام اسٹاف کو وہاں پا کر حیران رہ گئے۔ تب وہ سب یک زبان ہو کر گنگنانے لگے۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔"

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو سر۔" ڈاکٹر اریب نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگا لیا۔

"جنم دن بہت بہت مبارک ہو میرے دوست۔"

"تھینکس یار" ڈاکٹر اریب کے گرد اپنا حصار تنگ کرتے ہوئے انہوں نے دھیمے لہجے میں شکریہ ادا کیا تھا۔

پھر اس کے بعد ڈاکٹر فہد' ڈاکٹر آصفہ اور ڈاکٹر رجا نے بھی باری باری اسے وش کیا تھا۔

بس صرف اک وہی تھی جو اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے کچھ فاصلے پر خاموش کھڑی دیکھ رہی تھی۔

زرار ارسلان کے ہونٹوں کی مسکراہٹ مشارب سلطان کے لیے کتنی قیمتی تھی' یہ بات فقط وہی جانتی تھی۔

کیک کاٹنے کے بعد وہ لوگ دارالشفاء کے لان میں آ بیٹھے تھے۔ تب ڈاکٹر زرار شاہ نے ڈاکٹر اریب کے بے حد مجبور کرنے پر وہ غزل چھیڑی تھی۔ جس نے مشارب کے اندر تہلکہ مچا دیا تھا۔ غلافی آنکھوں کی گہری ہوتی نمی کو چھپانے کی خاطر وہ غزل ختم ہونے سے پہلے ہی دارالشفاء سے اٹھ آئی تھی۔

☼ ☼ ☼

رات گیارہ بجے کے قریب پارٹی ختم ہونے کے بعد زرار کی واپسی ہوئی تھی۔ اپنے کمرے میں آتے ہی حسب عادت انہوں نے ریموٹ اٹھا کر میوزک سسٹم آن کر دیا تھا۔ یکایک کمرے کی خاموش فضا میں نصرت فتح علی خان کی آواز رقص کرنے لگی۔

رات کو چاندنی جب کھلے [illegible] کرتا ہوں میں

ایک بھولی ہوئی خوشی کے لیے لاکھ غم یاد کرتا ہوں میں

غزل کے بول ان کی سماعتوں سے ٹکرائے تو وہ تھکی سی مسکراہٹ سے مسکرا دیے۔

مجھ سے نظریں بدلنے کے بعد کچھ تو ہوگی ندامت تجھے

جا وفاؤں کی زنجیر سے تجھ کو آزاد کرتا ہوں میں

خان صاحب نے تان لگائی تھی۔

زرار ارسلان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

پھر میوزک سسٹم آف کرنے کے ارادے سے انہوں نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا ریموٹ اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ان کی نظر گفٹ پیپر میں لپٹے بکس پر آ کے رک گئی تھی۔ ذرا سا جھک کر وہ پیکٹ اٹھا لیا۔

کچھ حیرت سے وہ نچلا لب بھینچتے ہوئے کارڈ کھول کر پڑھنے لگے۔

"ٹو آ سویٹ گفٹ فار گریس فل سر۔

فرام مشارب سلطان۔"

کارڈ کے اندر لکھا مشارب کا نام پڑھ کر زرار حقیقتاً حیران ہوئے تھے۔ اسپتال میں اس نے انہیں وش تک نہیں کیا تھا اور اب یہ گفٹ؟ وہ گفٹ کھولنے لگے نفاست کے ساتھ ٹیپ اور پیپر کی گرفت سے پیکٹ کو آزاد کرنے کے بعد انہوں نے بہت ہی احتیاط کے ساتھ بکس کے اندر موجود گفٹ کو باہر نکالا تھا اور

جیسے دنگ رہ گئے۔

ثقافت کے تمام زاویوں کو اجاگر کرتا وہ تاریخ کے سنہری کردار سوہنی کا مجسمہ تھا۔ کرسٹل کا نازک گھڑا کمر پہ اٹھائے وہ سر سے لے کر پاؤں تک جگمگا رہی تھی۔

"مائی گاڈ اتنا مکمل حسن!"

زرار ارسلان نے بے اختیار اس شاہکار کو سراہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"یادداشت" مشارب نے لمبی سانس کھینچتے ہوئے اپنے اندر چھڑی جنگ سے دامن بچانا چاہا تھا۔

قصر سلطان کے تمام مکین اس وقت شعیب سلطان کی دلہن کی طرف مایوں کا شگن لے کر گئے ہوئے تھے۔ اور وہ جو وہاں کی اکلوتی بہن تھی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے نہ جا سکی تھی۔ دراصل اس رات زرار کی پارٹی سے آنے کے بعد مشارب کو شدید بخار ہو گیا تھا۔ تین دن مسلسل بخار میں جھلستے رہنے کے بعد جس دن اس کی طبیعت کچھ سنبھلی تھی اس دن صبح صبح ہی رومیل ارسلان کا فون آ گیا تھا۔

"ہیلو لڑکی! کیا کر رہی ہو؟" رومیل نے بڑی دلکشی سے استفسار کیا تھا۔ مگر وہ اس کے لہجے کی دلکشی کو نظر انداز کرتے ہوئے تھکے تھکے سے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"کچھ خاص نہیں۔۔۔" وہ اس کا جواب سن کر ہنسا تھا۔

"کتنی ظالم لڑکی ہو مشی قسم سے تم کم از کم میرا دل رکھنے کو ہی کہہ دیتیں کہ تمہیں یاد کر رہی تھیں۔"

"تم جانتے ہو رومیل میں جھوٹی دل نہیں رکھا کرتی۔" اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"آئی نو! میں تمہارے مزاج کے ہر رنگ سے واقف ہوں تم ایک بہت ہی سچی اور کھری لڑکی ہو اور تمہاری یہی ادا تو مجھے اپیل کرتی ہے۔ اسی لیے تو میں نے سوچا ہے' واپس آنے کے بعد منگنی شنگنی کے جھنجٹ میں پڑنے کے بجائے ڈائریکٹ تم سے نکاح کر لوں گا۔"

"رومیل پلیز!" مشارب کے قریب دھماکہ سا ہوا۔

"کیوں ہو گئیں نا سرپرائز؟" وہ اس کی خاموشی کو کوئی اور ہی رنگ دے کر ہنسا۔

"اسٹاپ اٹ رومیل' میری نظر میں یہ ایک نہایت گھٹیا مذاق ہے۔" رومیل ارسلان کی خوش فہمیوں کو ختم کرنے کی خاطر وہ بہت تیز انداز میں چیخی۔

"مذاق؟" رومیل کی ہنسی کو بریک لگا تھا۔

"مذاق۔۔۔؟ کیسا مذاق مشارب سلطان؟ تم میری زندگی کی سب سے بڑی سچائی کو مذاق کہہ کر میری فیلنگز کی توہین کر رہی ہو۔۔۔ تمہیں اندازہ ہے تمہارے یہ الفاظ مجھے کتنا دکھ پہنچا گئے ہیں۔"

"دکھ۔۔۔؟ دکھ تو مجھے پہنچا ہے رومیل تمہاری بات سن کر۔"

"میں نے ایسا کیا کہہ دیا مشارب! اگر تم دکھی ہو گئی ہو؟" رومیل مشتعل ہوتے ہوئے گویا ہوا۔ "میں تم سے محبت کرتا ہوں مشارب اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں برا کیا ہے؟"

"برا یہ ہے رومیل! اگر میں تمہیں اس نظر سے نہیں دیکھتی۔۔۔ تم' تم میرے ایک بہت ہی اچھے دوست ہو اور بس۔۔۔" مشارب نے جو کہا تھا' سچ تھا۔ وہ رومیل کو صرف ایک دوست کی حیثیت سے ہی سمجھتی تھی۔ اس کے حوالے سے کبھی کوئی جذبہ اس کے دل میں نہیں جاگا تھا۔ مگر یہ بات اس وقت رومیل کو سمجھانا ایک دشوار ترین عمل تھا۔

ایک لمحے کو وہ مشارب کی بات سن کر چپ سا رہ گیا تھا۔ مگر پھر دوسرے ہی لمحے اک ٹھنڈی سانس کھینچ کر مضبوط لہجے میں کہنے لگا۔

"تم مجھے کیا سمجھتی ہو مشارب! مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میرے لیے اتنا کافی ہے اور رہا تمہارا سوال تو شادی کے بعد تمہیں بھی مجھ سے محبت ہو ہی جائے گی۔۔۔ اور دیکھنا رومیل ارسلان تمہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گا۔ یہ اس کا تم سے وعدہ ہے۔" ایک ایک لفظ کو

http://famousurdunovels.blogspot.com/ Famous Urdu Novels

ٹھوس لہجے میں ادا کرنے کے بعد وہ سلسلہ منقطع کر گیا تھا۔

مشارب نے ہاتھ میں پکڑا سیل فون بیڈ پر اچھال دیا اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی تھی۔

"رومیل ارسلان! میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ مشارب سلطان تم سے کبھی محبت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اسے کسی اور ہی شخص نے گھیر رکھا ہے۔" وہ زیر لب رومیل سے مخاطب ہوتے بڑبڑائی تھی۔

پھر اس دن کے بعد مشارب سلطان کے روز و شب عجیب طرح کے اضطراب میں گھر گئے تھے۔ اس کا دل ہر پل اندیشوں میں گھرا رہتا' وہ ہر وقت بولائی بولائی رہنے لگی۔ پھر ان ہی دنوں قصر سلطان میں شعیب شاہ کی شادی کے ہنگامے جاگ اٹھے تھے سارا قصر شاہ مہمانوں سے بھر گیا۔

حرا شاہ اور معاذ شاہ بھی کینیڈا سے آچکے تھے۔ جس دن ان لوگوں کی آمد تھی اس روز زرار ارسلان کو کسی سیمینار کے سلسلے میں آؤٹ آف کنٹری جانا تھا۔

وہ دادی جان کے کمرے میں آگئی تھی۔ دادی جان گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں اسے دیکھ کر مسکرائیں۔

"چاند کا ٹکڑا لگ رہی ہے میری بچی۔ کہیں نظر نہ لگ جائے میری بچی کو کسی کی۔" انہوں نے دعائیں پڑھ کر اس کے اوپر پھونکیں۔

"تھینک یو دادی جان۔" مشارب ان کے منہ سے اپنی تعریف سن کر کھل اٹھی۔ اور پھر واقعی اس رات ہر کسی نے اسے سراہا تھا سوائے ایک شخص کے اس نے تو شاید ایک نظر بھی اس پر نہ ڈالی تھی۔

"مشارب صاحبہ! جلدی کرو۔" ورنہ میں جا رہی ہوں۔" معاذ شاہ کے تیسری بار ہارن دینے پر منال نے غصے میں آکر مشارب کے کمرے کا دروازہ پیٹ ڈالا تھا۔

"یار! کیا مصیبت ہے تم ڈھنگ سے تیار بھی نہیں ہونے دے رہیں۔" مشارب کی جھنجلائی آواز پر منال کا پارہ ہائی ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے تم ہوتی رہو تیار میں جا رہی ہوں۔ سب لوگ ہوٹل روانہ ہو چکے ہیں میں نے تمہاری وجہ سے معاذ لالہ کو روک رکھا تھا مگر تمہاری تیاری تو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے اور معاذ لالہ کی ڈانٹ سننے کا مجھ میں حوصلہ نہیں اس لیے میں تو چلی۔" یہ کہنے کے ساتھ ہی منال نے اپنے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھائے تھے۔

"منال پلیز۔ میں بس پانچ منٹ میں آ رہی ہوں۔" مشارب نے تیز آواز میں کہا۔

"سوری۔" اس نے باآواز بلند کہا پھر سیڑھیاں طے کرتی پورچ میں کھڑی معاذ شاہ کی گاڑی میں جا بیٹھی تھی۔

گیٹ کھلنے اور بند ہونے کی آواز مشارب تک بھی آئی تھی۔

"غدار لڑکی۔" اس نے کھولتے دماغ کے ساتھ کہا پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ تیار ہونے کے بعد شعیب لالہ کو میسج کر کے وہیں سے گاڑی منگوا لے گی۔

"ٹاٹ بیڈ۔" تیار ہونے کے بعد قد آدم آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے مسکرا اٹھی تھی۔ نفاست سے کیے گئے میک اپ نے اس کی شخصیت کو جیسے چونکا دینے والا نکھار بخش ڈالا تھا۔

دوپٹے کو پن سیٹ کرتی وہ پلٹنے لگی تھی کہ اچانک نگاہ چوڑیوں کے ریک تک گئی اور پھر فوراً سوٹ کی ہم رنگ چوڑیوں کا سیٹ نکال کر اپنی کلائی میں سجا لیا پھر پلٹ کر بیڈ پر رکھا اپنا سیل فون اٹھا لیا۔

سیڑھیاں اترنے کے ساتھ ساتھ وہ شعیب لالہ کے نمبر پر میسج ٹائپ کر رہی تھی۔ تب ۔۔۔ اچانک شاید اونچی ہیل کی وجہ سے اس کا پاؤں پھسلا تھا اور سنبھلتے سنبھلتے اس کا بازو ریلنگ سے جا ٹکرایا اور اس کی ساری چوڑیاں ٹوٹ کر سیڑھیوں پر بکھر گئی تھیں۔ تکلیف کی شدت سے اس کی چیخ نکل گئی تھی۔

وہ جو اپنا سیل فون اور والٹ بھول گئے تھے اس لیے ہوٹل سے واپس قصر سلطان آنا پڑا تھا اپنا والٹ اور سیل اٹھاتے ہوئے وہ پلٹ ہی رہے تھے جب کسی نسوانی چیخ نے انہیں چونکا دیا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے اپنے کمرے سے باہر آئے مشارب گھٹنوں کے بل سیڑھیوں پر بیٹھی رو رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" زرار ارسلان تیز قدم اٹھاتے اس کے قریب پہنچے۔

مشارب نے بھیگی پلکیں اٹھا کر کچھ حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔ پھر بنا کچھ کہے اپنی زخمی کلائی سامنے کر دی تھی۔

"اوہ! یہ چوٹ کیسے لگ گئی؟" مشارب کی خون میں تر بتر کلائی دیکھ کر متفکر لہجے میں کہتے وہ اس کے قریب ہی سیڑھیوں پہ بیٹھ گئے۔

زرار شاہ کو اپنے قریب بیٹھا دیکھ کر وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ آنسو اب بھی اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"مجھے دیکھنے دو۔" وہ اس کی کلائی تھام کر زخم کا جائزہ لینے لگے پھر قدرے برہم لہجے میں اس کو ڈانٹا تھا۔

"کیا آنکھیں بند کر کے چل رہی تھیں۔" "کم از کم سیڑھیاں اترتے وقت تو آنکھوں کو کھلا رکھتیں۔۔۔؟ شکل سے تو بے وقوف ہیں ہی عادتیں بھی ساری بے وقوفوں والی ہیں۔" اس کی کلائی سے کانچ کے ٹکڑے نکالتے ہوئے وہ مسلسل ڈانٹ رہے تھے۔

وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی انہیں بولتا ہوا سن رہی تھی۔ اپنے لیے اس شخص کا یہ اپنائیت بھرا انداز اسے اچھا لگ رہا تھا۔

انہوں نے اپنے کمرے سے فرسٹ ایڈ باکس منگوایا تھا۔

کاٹن کو ڈیٹول میں بھگو کر وہ اس کا زخم صاف کرنے لگے۔ مشارب نے کن انکھیوں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔ سفید رنگ کے کلف شدہ کاٹن کے کڑھائی دار شلوار قمیص میں کف فولڈ کے ساتھ خوشبو میں بسے وہ اس لمحے بہت ہینڈسم لگ رہے تھے۔

خود پر مرکوز مشارب شاہ کی نگاہوں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے اپنا جھکا سر اٹھایا تھا اور اس پر نظر پڑتے ہی ایک دم ہنس پڑے۔ رونے کی وجہ سے آنکھوں پر لگا مسکارا اور کاجل پھیل چکا تھا۔ جس کے نتیجے میں مشارب کے گلابی رخساروں پر سیاہ لکیریں سی بن گئی تھیں۔

"کیا بات ہے سر؟ آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟" انہیں ہنستا دیکھ کر مشارب نے معصومیت سے استفسار کیا تھا۔

"نتھنگ!" اس کے استفسار پر بمشکل اپنی ہنسی روکتے ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ دفعتاً ان کا سیل فون بج اٹھا۔

"ایکسکیوز می!" مشارب سے معذرت کر کے وہ کال سننے لگے۔

"ہیلو ہاں یار۔"

"قصر شاہ میں ہوں۔ وہ میں اپنا سیل اور والٹ لینا بھول گیا تھا' ہاں بس وہی لینے کے لیے آیا تھا۔ اوکے ابھی نکل رہا ہوں۔"

"شعیب کا فون تھا' نکاح ہونے والا ہے' آئی تھنک ہمیں بھی اب نکلنا چاہیے۔" شعیب سلطان سے بات کرنے کے بعد وہ اپنا سیل آف کر کے سیڑھیوں سے اٹھتے ہوئے بولے۔

اس کے چہرے پر ابھرنے والے تکلیف کے آثار اتنے نمایاں اور واضح تھے کہ انہوں نے سہارا دینے کے لیے بے اختیار ہی اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا جسے جھجکی نگاہ سمیت مشارب سلطان نے تھام لیا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی زرار ارسلان کے پرفیوم کی مہک نے ماحول کو اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ مشارب نے لرزتی پلکیں اٹھا کر ان کی جانب دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

نظروں کے تصادم پر زرار شاہ نے مسکرا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

"لیڈیز فرسٹ!" گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے انہوں نے کہا تھا اور تب مشارب سلطان نے

http://famousurdunovels.blogspot.com/

غیر محسوس انداز میں اپنے قدم آگے بڑھانے کے بجائے زرار ارسلان کے قدموں کے ساتھ ملا لیے تھے۔

✲ ✲ ✲

شعیب شاہ کی شادی کے ہنگامے سرد پڑنے کے ساتھ ہی قصر سلطان کے مکینوں کی زندگی معمول پہ لوٹ آئی۔

شادی کے تیسرے روز ہی شعیب سلطان اپنی نئی نویلی دلہن کو ساتھ لیے ہنی مون منانے کے لیے سوئٹزرلینڈ چلے گئے۔ حرا اور معاذ شاہ بھی واپس کینیڈا لوٹ گئے تو مشارب نے بھی اپنی تمام توجہ دوبارہ دارالشفاء کے مریضوں کی طرف مبذول کرلی۔ وہ خود کو بے حد مصروف رکھنے لگی تھی مگر باوجود اس قدر مصروفیت کے اس کا دھیان کبھی کبھار رومیل کی گفتگو کی طرف چلا جاتا تو اندیشوں کے سانپ اس کے دل میں سر اٹھانے لگتے۔

اس روز وہ اپنے آپ کو بہت بکھرا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ مسلسل ذہنی انتشار نے اسے تھکا ڈالا تھا۔ گو اس دن کے بعد رومیل کا فون دوبارہ نہیں آیا تھا۔ مگر اس کی جانب سے خاموشی کے طویل وقفے نے مشارب کو چونکا دیا تھا۔ وہ رومیل ارسلان کو بہت ہی اچھی طرح سے جانتی تھی۔ وہ پیچھے ہٹنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھا اور اس روز اس نے جو کچھ فون پر مشارب سے کہا تھا۔ وہ اس کے ارادوں کی پختگی کا پتا دے رہا تھا۔ ایسے میں رومیل ارسلان کی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔

ڈیوٹی آورز ختم ہونے کے بعد وہ اسی بارے میں سوچتی اپنے کمرے سے گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر آگئی۔

"ایکسکیوزمی مشارب۔" ست قدموں سے باہر نکلتی مشارب زرار ارسلان کی پکار پر رک گئی۔

"یس سر؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔

جو اس سے دس گیارہ قدموں کے فاصلے پہ کھڑے بڑی عجلت میں دکھائی دے رہے تھے۔ اپنے قریب کھڑی نرس کو کچھ ہدایت دے کر فارغ کرنے کے بعد وہ اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"مشارب! دراصل ایمرجنسی میں مجھے فوری طور پر آپریشن کرنا پڑ رہا ہے۔ یونو ڈاکٹر ادیب اس وقت اسپتال میں موجود نہیں ہیں اور ڈاکٹر فہد اور ڈاکٹر زرجا بھی چھٹی پر ہیں۔ سو آپ میرے ساتھ آئیے پلیز۔"

تحکمانہ انداز میں اسے حکم دینے کے بعد وہ پلٹ گئے۔

ذہنی تھکن اس قدر تھی کہ بس گھر جا کر آرام کرنے کو جی چاہ رہا تھا۔ مگر فرض تو فرض ہوتا ہے اس سے روگردانی نہیں کی جا سکتی۔ کسی کی زندگی سے زیادہ قیمتی اس کا آرام نہیں تھا۔ سو اس نے گھر جانے کا ارادہ ترک کیا اور اپنی چیزیں واپس روم میں رکھ کر آپریشن تھیٹر میں آگئی۔

دو گھنٹے آپریشن کے بعد وہ دونوں تھکے قدموں کے ساتھ آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئے تھے۔

تب وہ سندر چہرے والی کالج کی لڑکی تقریباً دوڑتی ہوئی زرار کے قریب آئی تھی۔

"ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر کیسی طبیعت ہے اب میرے شوہر کی؟ ڈاکٹر پلیز آپ۔۔۔ آپ اسے بچا لیجیے۔ میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔ میں اس کے بغیر مر جاؤں گی۔"

وہ ان کے پاؤں پکڑ کر رونے لگی۔

زرار شاہ کو اس کی اس حرکت پر جیسے کرنٹ لگا تھا۔

"دیکھیں بہن پلیز آپ اس طرح مت کریں۔ ہم لوگ بھی آپ ہی کی طرح کے انسان ہیں اور اللہ کے فیصلوں کے آگے بے بس بھی۔ اس لیے ہم صرف کوشش کر سکتے ہیں۔ میں نے پوری کوشش کی ہے انہیں بچانے کی، خون بہت بہہ چکا ہے۔ آپ بس دعا کریں کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر انہیں ہوش آجائے۔"

سنجیدہ لہجے میں تسلی دینے کے بعد انہوں نے اپنا

ہاتھ لڑکی کے سر پر رکھا تھا اور پھر وہاں سے ہٹ گئے۔ مشارب بھیگی پلکیں جھپک کر ڈاکٹر زرار کی پشت کو تکنے لگی تھی جو شکستہ قدموں سے چلتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

✲ ✲ ✲

"ڈاکٹر پلیز اسے بچا لیجیے۔" "میں اس سے بہت محبت کرتی ہوں" "میں اس کے بغیر مر جاؤں گی۔" اس لڑکی کا مسکتا لہجہ ساعتوں میں گونجا تو اک تلخ مسکراہٹ نے ڈاکٹر زرار کے چہرے کا احاطہ کر لیا۔

"واہ رے محبت تیرے ڈھونگ۔۔۔!"

"سر! چائے لیجیے۔"

جانے اور کتنی دیر وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اپنے اندر چھڑی سوچوں سے جنگ کرتے رہتے۔ اگر ان کے قریب وہ مانوس سی آواز نہ ابھری ہوتی۔

کندھے تک آتے بالوں کی چوٹی پشت پر ڈالے معصومیت سے ان کا پسندیدہ مگ ہاتھوں میں تھامے وہ ان کی کرسی سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔

"اوہ تھینک یو مشارب۔" لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنے آپ کو کمپوز کرتے وہ سیدھے ہو بیٹھے پھر مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور اس کے ہاتھ سے چائے کا بھاپ اڑاتا ہوا مگ تھام لیا تھا۔

"مان گئے مسٹر زرار ارسلان آپ کو۔۔۔ خود کو چھپانا کوئی آپ سے سیکھے۔۔۔! ان کی جلتی آنکھوں کو تکتے ہوئے مشارب نے دل میں سوچا تھا۔ پھر زرار کو اپنا مگ تھمانے کے بعد ان کی اجازت کی پروا کیے بغیر میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پر براجمان ہو گئی تھی۔

جبکہ اس بے تکلفی پر وہ مسکرا کر رہ گئے تھے۔

اس نے آرام سے چائے کا مگ ٹیبل پر رکھا پھر اوور آل کی پاکٹ میں سے لیمن سینڈوچ کا پیکٹ نکالا اور سامنے بیٹھے شخص کے تاثرات کی پروا کیے بغیر بسکٹ چائے میں ڈبو ڈبو کر کھانے لگی۔ زرار شاہ حیرت سے اسے دیکھے جا رہے تھے

جو اس طرح بسکٹس کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔ جیسے اس دنیا میں صرف بسکٹس کھانے کے لیے ہی آئی ہو۔ خود پر مرکوز کسی کی گہری نگاہوں کی تپش کا احساس ہوا تو آہستگی سے گھنیری پلکیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ اور جیسے منہ کے اندر موجود بسکٹ اس کے حلق میں پھنس گیا تھا۔

"سو۔۔۔ ری۔۔۔ ایم۔۔۔ سوری۔" اٹک اٹک کر اس نے معذرت کی تھی۔

"ارے غضب کر رہی ہیں آپ 'سوری' تو مجھے کرنا چاہیے آخر میں نے آپ کو کھانے میں ڈسٹرب کیا ہے۔" ہونٹوں کی تراش میں ابھرنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو دباتے ہوئے وہ نرمی سے گویا ہوئے پھر سامنے رکھے رول میں سے آخری بسکٹ اٹھا کر چائے میں ڈبونے لگے۔

مشارب سلطان اپنی مسکراہٹ چھپانے کی خاطر سر جھکا گئی تھی۔

✲ ✲ ✲

وہی ہوا تھا جس کا اسے ڈر تھا۔ دیار غیر میں بیٹھے رومیل ارسلان نے اپنا پرپوزل بھیج کر اس کی زندگی میں طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ ارسلان شاہ نے بڑی چاہت کے ساتھ سلطان صاحب سے مشارب کا رشتہ مانگا تھا۔ انہیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ وہ بھائی کی خواہش سن کر کھل اٹھے۔

یوں بھی ذاتی طور پر انہیں رومیل بہت پسند تھا۔ بیٹی کے روشن مستقبل کو دیکھتے ہوئے انہوں نے فوراً ارسلان شاہ کے سامنے اپنی رضامندی ظاہر کر دی تھی اور مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر ان کا اطمینان اس وقت بکھر کر رہ گیا۔

جب رابعہ بیگم ان کی شریک حیات نے مشارب کے انکار کی خبر انہیں سنائی تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے رابعہ بیگم؟ مشارب کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟ رومیل میں کیا کمی ہے جو وہ شادی سے انکار کر رہی ہے۔" بے حد غضب ناک ہوتے ہوئے انہوں نے اپنی شریک سفر کی جانب دیکھا

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

تھا۔ جو ان کے سامنے شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھیں۔

"سلطان! میں کیا کہہ سکتی ہوں، میں تو خود حیران ہوں۔ مشارب نے زندگی میں ہمیشہ ہماری چھوٹی سے چھوٹی خواہش کا بھرپور احترام کیا ہے۔ مگر اس معاملے میں اس کی ضد میری سمجھ سے باہر ہے۔ اس کا کہنا ہے وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"تو کیا میں اسے ساری زندگی بٹھائے رکھوں گا۔" وہ بھڑک کر بولے تھے۔

"وہ ایک زرار کیا ہمارے لیے کم تھا جو یہ بھی اس کے نقش قدم پر چل نکلی ہے۔ میں آج رات اس سے خود بات کروں گا۔"

✲ ✲ ✲

"بابا آپ۔۔۔؟" وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی جب ہلکی سی دستک کے بعد بابا اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

مشارب ان کو اس وقت اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"ہاں میں! کیا آپ کو اعتراض ہے میرے یہاں آنے پر؟"

"نہ نہیں بابا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔" ان کے سنجیدہ چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔

تب سلطان صاحب نے آگے بڑھ کر اسے دونوں شانوں سے تھام لیا تھا پھر آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولے۔

"آپ نے اپنی مما سے کیا کہا ہے؟" ان کے استفسار میں چھپی سرد مہری نے مشارب کے جسم میں سنسنی سی دوڑا دی۔ چہرے کا رنگ اڑ گیا اور ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی کے کسی موڑ پر اسے یوں بابا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

"میں اس خاموشی سے مطمئن نہیں ہوں مشارب۔۔۔ میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں وہی سب جو آپ نے اپنی مما کے سامنے کہا تھا۔" وہ شرم سے سر جھکا گئی تھی۔

"بابا میں۔۔۔ میں وہ۔" بمشکل اتنا ہی کہہ پائی پھر جھجک کر خاموش ہو گئی۔

"آپ شادی نہیں کرنا چاہتیں فقط یہ کہنا چاہ رہی ہیں نا؟"

"بابا۔۔۔ آپ پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کریں۔" ایک دم ہی جانے اسے کیا ہوا کہ آگے بڑھ کر ان کے سینے سے سر ٹکا کر رو پڑی تھی۔

اس کے اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی نرم پڑ گئے تھے پھر مشارب کے سر کو سہلاتے ہوئے خود ان کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں۔

"کیوں کر رہی ہیں ایسا بابا کی جان؟" سلطان صاحب نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے نرمی سے پوچھا تھا۔ مشارب نے اپنے لب دانتوں تلے کچلتے ہوئے سر جھکا لیا اور جب بولی تو بے بسی کا رنگ اس کے لہجے سے چھلک رہا تھا۔

"بابا! مجھے لگتا ہے میں آپ پر، مما پر اور شعیب لالہ پر بوجھ بن چکی ہوں۔ جسے آپ جلد سے جلد اپنے کندھوں سے اتار کر پھینک دینا چاہتے ہیں۔" بلیک میلنگ کے اس انداز پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔

"لیکن اگر آپ نے زبردستی اپنے اس فیصلے کو میرے اوپر مسلط کرنے کی کوشش کی تو یقین مانیے بابا! آپ کی مشارب بکھر کر رہ جائے گی۔۔۔ وہ مر جائے گی بابا۔۔۔ مر جائے گی۔" ڈوبتے لہجے میں اپنی بات مکمل کر کے وہ ایک بار پھر ان کے سینے سے جا لگی تھی اور اس بار ایسا تڑپ کر روئی کہ مجبوراً سلطان شاہ کو ہتھیار پھینکنے پڑے تھے۔ وہ اس کے کمرے سے شکست خوردہ سے لوٹ آئے۔

✲ ✲ ✲

اس کے بعد منال سے لے کر دادی جان، شعیب

لالہ اور اسری تک نے اسے سمجھا کر دیکھ لیا مگر جب وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹی تو مجبوراً سلطان صاحب کو ارسلان شاہ کو جواب دینا پڑا تھا۔ بھائی کے سامنے بیٹی کے انکار کو دہراتے ہوئے ان کا سر جھک گیا تھا۔ ارسلان شاہ مزاجاً "صلح جو" واقع ہوئے تھے اس لیے اس وقت بھی بجائے اس معاملے کو انا کا مسئلہ بنانے کے انہوں نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ مگر یہ انکار سن کر رومیل شاہ خاموش نہیں رہ سکا تھا۔

"بابا! مشارب سلطان نے مجھے ریجیکٹ کر کے اچھا نہیں کیا۔ اس نے شادی سے انکار کر کے جو طمانچہ میرے منہ پر مارا ہے۔ اس کی جلن میں زندگی بھر محسوس کرتا رہوں گا۔۔۔ آپ اسے بتا دیجیے گا رومیل ارسلان واپس آرہا ہے۔"

یہ کہہ کر رومیل سلسلہ منقطع کر گیا تھا۔ جبکہ ارسلان شاہ سناٹے میں آکر ریسیور ہاتھوں میں لیے وہیں بیٹھے رہ گئے تھے۔ قصر سلطان کی فضا میں ان دنوں عجیب سی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ گھر کے تمام فرد ہی اس مسئلے کو لے کر بے حد ڈسٹرب ہو رہے تھے۔ صرف ایک زرار ارسلان ہی تھے جو قصر سلطان میں رونما ہونے والے ان تمام واقعات و معاملات سے یکسر بے خبر تھے ان کو تو اب بھی پتا نہ چلتا اگر وہ ویک اینڈ والے روز کلب میں شعیب سلطان کی خاموشی اور مسلسل غائب دماغی کو محسوس کرتے ہوئے چونک نہ گئے ہوتے۔

"کیا بات ہے یار شعیب! تم کچھ ڈسٹرب سے دکھائی دے رہے ہو؟" سگریٹ سلگاتے ہوئے زرار نے استفسار کیا تھا۔

تب لمحے بھر کے تذبذب کے بعد شعیب ان سے اپنا مسئلہ شیئر کرنے لگا۔

رومیل کے پروپوزل کے بارے میں سن کر وہ حیران رہ گئے۔ ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود وہ ان تمام معاملات سے کس قدر لاعلم تھے۔ رومیل ان کا بھائی تھا؟ اور کسی نے انہیں بتانے کی زحمت بھی گوارا نہ کی تھی۔

"مشارب کے انکار کی وجہ کیا ہے؟" سارا قصہ تحمل سے سننے کے بعد آخر میں انہوں نے استفسار کیا تھا۔ تب شعیب جھنجلا کر رہ گیا۔

"یار! وجہ ہی تو نہیں بتاتی۔ بس ایک ہی ضد لے کر بیٹھی ہے۔ اسے شادی نہیں کرنی۔ پیار سے سمجھا کر دیکھ لیا، سختی سے سمجھا کر دیکھ لیا پر جیسے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بجائے ہماری بات ماننے کے الٹا رونے بیٹھ جاتی ہے۔" افسردہ لہجے میں وہ یہ سب کہتا چلا گیا تو زرار اپنے ہونٹ کاٹنے لگے۔ پھر انگلیوں کے بیچ دبے سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے بولے۔

"ٹیک اٹ ایزی یار۔۔۔ تمہیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے مشارب کو وقت کے ساتھ اپنا فیصلہ بدلنا پڑے۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ ورنہ تو وہ بھی تمہاری ہی کزن ہے اتنا وقت گزر جانے کے بعد تم سدھرے ہو جو وہ سدھرے گی۔؟" شعیب نے خاصے تیکھے انداز میں کہا تھا اس کی بات پر زرار کے چہرے پہ اک سایہ سا لہرا گیا۔ وہ تلخ انداز میں مسکراتے آنکھوں میں امڈ آنے والی نمی کو چھپانے کی خاطر وہ سرے ہی سے سر جھکا گئے تھے۔

"یار زرار! لو یہ ایک بات ہے۔" شعیب جو ان کی آنکھوں میں چمکتی نمی نہ دیکھ پایا تھا۔ اپنے کسی خیال کے تحت بولا۔

"میں نے نوٹ کیا ہے مشارب تمہاری بہت عزت کرتی ہے۔۔۔ تم اسے سمجھا کر دیکھ لو۔ کیا پتا وہ مان جائے۔۔۔ آخر تم اس کے سر بھی تو ہو۔" شعیب نے لفظ سر کو کچھ کھینچتے ہوئے ادا کیا تو زرار ارسلان نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر رہ گئے۔

✲ ✲ ✲

کئی دن مسلسل ٹینشن میں گزارنے کے بعد مشارب آج خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ ورنہ تو رومیل ارسلان کے اس پروپوزل کی وجہ سے اس کی نیندیں اڑی ہوئی تھیں۔۔۔ مگر آج جیسے ہی مما نے یہ نو

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

ہوئے۔

"میں نے آپ سے کچھ پوچھا ہے ڈاکٹر مشارب! مجھے اس کا جواب دیں۔"

"آپ کے انکار کی وجہ کیا ہے زرار سر؟" زرار کی بات کا جواب دینے کے بجائے وہ الٹا ان سے سوال کر گئی تھی۔

اس چھوٹی سی لڑکی کی اس درجہ جرأت پر وہ حیران کھڑے اسے دیکھ کر رہ گئے۔

"آپ نے بتایا نہیں آپ کے انکار کی وجہ کیا ہے؟ اور آپ بھی شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے؟" مشارب نے لفظ "آپ بھی" کو کھینچ کر ادا کیا تو اس کے انداز پر وہ غصہ ضبط کر کے بولے۔

"میں خود کو مشارب سلطان کے کسی بھی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں سمجھتا۔" لہجہ برف کی طرح سرد تھا۔

"آپ بھلے نہ بتائیں سر، میں آپ کے بغیر بتائے بھی جانتی ہوں۔ آپ کے انکار کی وجہ یہی ہے نا مسٹر زرار شاہ کہ آپ اب تک حرا شاہ سے محبت کرتے ہیں۔ اسی لیے شادی نہیں کرنا چاہتے۔"

"مشارب!" زرار ارسلان کا ہاتھ بہت اچانک اٹھا تھا اور اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

باقی کے الفاظ مشارب کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ گال پہ ہاتھ رکھے وہ ساکت کھڑی رہ گئی تھی۔

"بکواس بند کرو اور نکل جاؤ میرے کمرے سے۔" اسے تھپڑ مارنے کے بعد زرار نے بائیں ہاتھ میں تھاما سیل فون دیوار پر دے مارا تھا۔ مشارب پھیکی ہنسی ہنس دی۔

"شاید سب لوگ آپ کی طرح ہی ری ایکٹ کرتے ہوں گے جب ان کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا جاتا ہو گا؟" زرار کے سرخ پڑتے چہرے کو لمحہ بھر کے لیے اپنی چبھتی نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے اس نے طنز کا آخری تیر چلایا تھا اور پھر وہاں رکی نہیں تھی۔ الفاظ کیا تھے، زہر میں بجھے تیر تھے جو ان کی روح میں پیوست ہو کر رہ گئے۔ مشارب سلطان کے اس آخری وار پر زرار شاہ کا دل کسی زخمی پرندے کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گیا تھا۔ بھیگتی پلکیں جھپک کر وہ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر سجے سوہنی کے مجسمے کو دیکھتے رہ گئے۔

وقف حرماں و یاس رہتا ہے
دل ہے کہ اکثر اداس رہتا ہے
تم تو غم دے کر بھول جاتے ہو
مجھ کو احساس کا پاس رہتا ہے

☼ ☼ ☼

"مشارب بی بی! یہ کارڈ زرار صاحب نے آپ کے لیے دیا ہے۔" وہ اپنے کمرے میں بیٹھی ایف ایم سن رہی تھی جب کارڈ ہاتھوں میں تھامے عابدہ وہاں چلی آئی۔

مشارب نے استعجابیہ نگاہوں سے عابدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کارڈ اس کے ہاتھ سے لیا پھر عابدہ کو جانے کا کہہ کر وہ کارڈ کھول کر دیکھنے لگی۔ کارڈ پر لکھی عبارت پڑھ کر اس نے بے اختیار اپنی خوش فہمی کو ملامت کی۔ وہ بھی کہ شاید زرار نے اس دن کے رویے پر شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اس کی طرف سوری کا کارڈ بھیجا ہے۔ جبکہ یہ کارڈ تو ڈاکٹر ادیب اور ڈاکٹر رجا کی شادی کا دعوت نامہ تھا۔

"میں کون سا شادی پر جاؤں گی جو موصوف زرار صاحب نے اسے میری طرف بھجوانے کی زحمت کی ہے!" بے زاری سے کارڈ کو ایک طرف ڈالتے ہوئے اس نے دل میں سوچا تھا پھر اپنے گرد لپٹی شال کو درست کرتے ہوئے اس نے خود کو جیسے سردی کی شدت سے بچانے کی کوشش کی تھی اور پھر دوبارہ اپنی توجہ کانوں میں لگی ہینڈز فری سے ابھرتی [illegible] کی دلکش آواز کی جانب مبذول کر لی تھی۔ جو پروین شاکر کا شعر گنگنا رہا تھا۔

کچھ تو ہوا بھی سرد تھی، کچھ تھا ترا خیال بھی
دل کو خوشی کے ساتھ ساتھ، ہوتا رہا ملال بھی

☼ ☼ ☼

وہ دسمبر کی ایک سرد رات تھی۔ چاند پوری آب و

تاب کے ساتھ آسمان پر چمک رہا تھا۔ کمرے کے گلاس ونڈو سے جھانکتی چاندنی کی میٹھی میٹھی روشنی بھی ان کی طبیعت پر چھائی اداسی کو دور نہیں کر پائی تھی۔

چبھتی ہے قلب و جاں کو ستاروں کی روشنی
اے چاند ڈوب جا کہ طبیعت اداس ہے

کمبل شانوں تک تانے تکیہ پہلو میں لیے وہ کروٹ کے بل لیٹے نیند کو منانے کی کوشش کر رہے تھے جو کئی راتوں سے زرار ارسلان کی آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی۔

چاند پر سے نگاہ ہٹا کر وہ سامنے والی دیوار پر لگے وال کلاک کی طرف دیکھنے لگے۔ جہاں رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔ رت جگوں سے سوجی آنکھیں وال کلاک سے ہٹ کر اب بیڈ کے بائیں طرف سائیڈ ٹیبل پر سجے سوہنی کے مجسمے پر آ کر ٹک گئی تھیں۔

لب بھینچ کر وہ مشارب کے بارے میں سوچنے لگے۔ اس رات اس پر ہاتھ اٹھانے کے بعد زرار اس سے بے حد شرمندہ تھے اور وہ معذرت کرنا چاہتے تھے مگر مشارب نے تو جیسے ان کے سامنے نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ ان دنوں اس نے دارالشفا جانا بھی چھوڑ رکھا تھا۔ وہ جب شام کو ہاسپٹل سے لوٹتے مشارب اپنے روم میں بند ہو جاتی۔ صبح کو جب زرار دوبارہ ہاسپٹل جانے لگتے تو وہ ناشتے کی ٹیبل پر موجود نہ ہوتی۔ زرار ارسلان زچ ہو کر رہ جاتے۔ کل شام وہ ڈاکٹر ادیب اور ڈاکٹر رجا کا ویڈنگ کارڈ لے کر وہ اس کے کمرے تک گئے تھے مگر پھر اک عجیب سی جھجک نے پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے وہ کارڈ ملازمہ کے ہاتھوں مشارب کے کمرے میں پہنچا دیا تھا اور خود مضطرب ہو کر واپس اپنے کمرے میں آ گئے تھے۔ اس وقت بھی بے نام سے اضطراب نے انہیں گھیر رکھا تھا۔ سوچوں کے جال میں جکڑے وہ جانے کب سے نیند کو منانے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ ان کی آنکھوں سے کوسوں دور کھڑی تھی۔

"رت جگے تمہارا مقدر ہیں زرار ارسلان یوں روٹھی نیند کو منانے کی کوشش میں خود کو مزید مضطرب نہ کرو۔" زیر لب خود کو باور کراتے ہوئے انہوں نے بستر چھوڑ دیا تھا۔ پھر جانے دل میں کیا سمائی کہ صوفے پر رکھی شال اٹھائی اور کندھوں پہ ڈال کر باہر آ گئے۔

باہر سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ وہ بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے باہر لان میں نکل آئے تھے اور لان میں آتے ہی زرار کے قدم جم کے رہ گئے تھے۔ بلیک شال اوڑھے وہ لان کی سیڑھیوں پر بیٹھی رو رہی تھی۔ وقفے وقفے سے اس کی سسکیاں لان کی خاموش فضا میں ابھرتی اور مدغم ہو جاتی تھیں۔

مشارب کی دبی دبی سسکیوں کی آواز سن کر وہ بے چین سے ہو کر آگے بڑھ آئے پھر آہستگی سے اس کے قریب آ کر سیڑھیوں پر بیٹھ گئے۔

وہ ان کی موجودگی سے بے خبر سر جھکائے بیٹھی آنسو بہائے جا رہی تھی کہ دفعتاً ہوا کے سرد جھونکے نے جہاں مشارب کے بالوں کی چند لٹوں کو چہرے کے آگے کر دیا تھا وہیں زرار کے وجود سے پھوٹتی (Hugoboss) پرفیوم کی دلفریب مہک نے اسے ساکت کر دیا۔ سانس روک کر اس نے سر اٹھایا تھا۔

سیاہ رنگ کی جینز پینٹ اور لیمن کلر کی شرٹ میں گرے شال کاندھوں پہ ڈالے اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھے وہ اداس نگاہوں سے اس کو دیکھ رہے تھے۔

زرار کو اس وقت وہاں پا کر لمحہ بھر کے لیے مشارب کی آنکھوں میں استعجاب جاگا تھا۔ مگر دوسرے ہی پل وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے سر جھکا گئی تھی۔

تب افق کی آغوش میں جگمگاتے چاند کی بھرپور روشنی میں بھیگی پلکوں والی اس لڑکی کو دیکھ کر زرار شاہ کا دل چاہا، ہاتھ بڑھا کر وہ اس کی آنکھوں کے سارے آنسو سمیٹ لیں جو خود ان کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آئے تھے۔ مگر اس وقت اپنی اس خواہش کو دبا کر انہوں نے اپنا ہاتھ مشارب کے سر پر رکھ دیا تھا۔

زرار ارسلان کے ہاتھ کا بھاری لمس اپنے سر پہ محسوس کرتے اس کے آنسوؤں میں کچھ اور بھی تیزی آ گئی تھی تب اپنا ہاتھ اس کے سر سے ہٹاتے ہوئے وہ نہایت ملائم لہجے میں گویا ہوئے

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

"مشارب! اس رات آپ کے ساتھ جو مس بی ہیو کیا۔ اس کے لیے اگر اس وقت معذرت کروں تو ___؟"

"تو میں یہ معذرت قبول نہیں کروں گی۔" ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اس نے کہا تو وہ مشارب کے لہجے کی بے رخی محسوس کر کے خفت سے مسکرا دیے۔ مشارب نے کن انکھیوں سے اداس آنکھوں کے ساتھ مسکراتے اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔ پھر قدرے روٹھے پن سے بولی تھی۔

"مجھے باسی معذرت نہیں چاہیے۔ تھپڑ چار روز پہلے مارا تھا اور سوری اب کر رہے ہیں؟" زرار پہلے تو سمجھ ہی نہ پائے کہ وہ کیا کہہ گئی ہے مگر جو نہی سمجھ میں آیا تھا وہ کھل کر ہنس دیے تھے۔

انہیں ہنستا دیکھ کر مشارب کے چہرے پر روشنی بکھر گئی تھی۔ بہرحال کچھ بھی تھا مشارب کو سامنے بیٹھے شخص کی ہنسی بہت عزیز تھی۔ چند ثانیے ہنستے رہنے کے بعد وہ مسکراتے لہجے میں گویا ہوئے۔

"مشارب سلطان! تم ایک بہت مشکل لڑکی ہو۔"

"تھینک یو سر۔" اس تبصرے پر اس نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور جب بولی تو لہجہ شوخ تھا۔

"ویسے ایک بات ہے سر! آپ بھی کچھ کم مشکل نہیں ہیں۔ اس دن میرے معصوم گال پر اتنی زور سے تھپڑ مارا تھا کہ مجھ مسکین کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔" مشارب کے "معصوم گال" کہنے پر وہ خاصے محظوظ ہوئے پھر سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔

"دراصل اس رات غصے کی شدت نے مجھے پاگل بنا دیا تھا بہرحال جو کچھ ہوا اس کے لیے میں سخت شرمندہ ہوں۔"

"ارے نہیں۔" وہ ایک دم سے ان کی بات کاٹ گئی۔ "اس طرح تو آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ سوری تو مجھے کہنا چاہیے میں نے آپ کو ہرٹ کیا تھا ___" وہ دھیرے سے اپنے دل کی بات کہہ گئی۔ تب زرار اس کی بات پر سر جھکا کر رہ گئے تھے۔ مشارب نے ایک بے چین نگاہ ان کے جھکے ہوئے سر پر ڈالی تھی پھر جانے اس کے من میں کیا سمائی کہ اپنا ہاتھ ان کے سامنے کر دیا۔

"فرینڈز؟" زرار چند لمحوں کے لیے حیرت بھری نظروں سے اپنے سامنے پھیلی گلابی ہتھیلی کو تکتے رہے پھر اگلے ہی پل مسکراتے ہوئے اس کا نازک ہاتھ تھام لیا۔

"تھینک یو۔" زرار ارسلان کے مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس کرتے وہ دلکشی سے مسکرا دی تھی۔

اور تب بھیگی نکھری چاندنی میں مشارب سلطان کے مسکراتے چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لے کر وہ بھی مسکرا دیے تھے۔

☼ ☼ ☼

مکمل تیار ہونے کے بعد وہ قد آدم آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس کا روپ آج غضب ڈھا رہا تھا۔ بے اختیار ایک فاتحانہ مسکراہٹ نے مشارب کے لبوں کو چھو لیا۔ ٹھیک اس وقت اس کے سیل پر میسج ٹون بجی تھی۔ دائیں کان میں بڑے جھمکے کو درست کرتی وہ جھٹکے سے صوفے پر رکھے سیل کی طرف بڑھی تو اس کے لمبے اسٹیپ کٹ بال بکھر کر رہ گئے۔

عجلت میں سیل اٹھایا اور میسج پڑھنے لگی۔ زرار ارسلان کا میسج تھا۔ وہ نیچے گاڑی کے پاس کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ ان دونوں کو آج ڈاکٹر رجا اور ڈاکٹر اریب کی شادی میں جانا تھا۔

ایک مرتبہ پھر خود کو آئینے میں بھرپور نظروں سے دیکھنے کے بعد وہ ساڑھی کا پلو سنبھالتی اونچی ہیل کی سینڈل کے ساتھ احتیاط سے چلتی نیچے آ گئی تھی۔

بلیک ڈنر سوٹ میں سلیقے سے بال ایک طرف جمائے وہ اپنی بلیک پراڈو کے قریب کھڑے کسی کے ساتھ فون پر بات کر رہے تھے جو نہی لیڈیز پرفیوم کی دل فریب مہک سانسوں سے ٹکرائی تھی وہ چونک کر پلٹے۔

اور جیسے ہی اس پر نظر پڑی پلک جھپکنا بھول گئے۔

بلیک کلر کی سلک کی ساڑھی جس کے باڈر پہ وائٹ اینڈ پرپل موتیوں کا بے حد نفیس سا کام کیا گیا تھا۔ اسٹیپ کٹ کمر سے نیچے آتے بالوں کے ساتھ آنکھوں میں ہیروں کی سی چمک والے بلیو لینس لگائے نفاست کے ساتھ کیے گئے میک اپ اور نازک سی جیولری میں مشارب سلطان اس وقت زرار ارسلان کے ہوش اڑا گئی تھی۔

سیل فون کان سے لگائے وہ بنا پلک جھپکے ساکت کھڑے اسے تک رہے تھے۔

اور تب وہ ان کی ساکت نگاہوں کی زد میں ہوتے ہی فاتحانہ انداز سے مسکرائی تھی اور اس مسکراہٹ کی دلکشی نے بت بنے کھڑے زرار کو جیسے کسی خواب سے جگا ڈالا تھا۔

"لیٹس گو" حواسوں میں لوٹنے کے فوراً بعد زرار نے سیل فون کان سے ہٹاتے ہوئے اس سے کہا تھا اور آگے بڑھ کر اس کے لیے فرنٹ ڈور کھولا وہ سج سج قدم اٹھاتی بڑی نزاکت کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی تھی۔

مشارب کے بیٹھنے کے بعد انہوں نے فرنٹ ڈور بند کیا اور خود بھی آکر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گئے۔ یوں کچھ ہی دیر بعد رات کے اس پہر ان کی بلیک پراڈو سیاہ تارکول کی سڑک پر بھاگ نکلی تھی۔

مردانہ کلون اور لیڈیز پرفیوم کی ملی جلی مہک نے گاڑی کی اندرونی فضا کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ پر اسرار چھائی معنی خیز خاموشی کو توڑنے کی خاطر زرار نے ہاتھ بڑھا کر میوزک پلیئر آن کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جیسے نصرت علی خان گنگنا اٹھے تھے۔

فیصلہ ہے یہی بات سن لیجیے
حسن والوں میں تیرا نہیں جواب

"ارے خان صاحب تو میری تعریف کرنے لگے ___!" وہ خوامخواہ خوش فہم ہوئی اور کن انکھیوں سے اپنے برابر بیٹھے شخص کی طرف دیکھا تھا جو ونڈ اسکرین پر نظریں جمائے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس سے خاصے بے نیاز نظر آ رہے تھے۔

"خود کو جانے کیا سمجھتے ہیں؟" مشارب نے ان کی بے نیازی پر جھنجلا کر سوچا تھا۔ ٹھیک اس وقت ہوا کی شرارت سے اڑتے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے جھٹکتے ہوئے اس کی کلائی میں پڑی کانچ کی سلور چوڑیاں بج اٹھیں۔

اس جلترنگ پہ زرار چونک سے گئے۔ ونڈ اسکرین سے نگاہ ہٹا کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ نظروں کے تصادم پر مشارب دلکشی سے مسکرا دی تھی۔ جواباً ایک ہلکا سا تبسم اس کی جانب اچھال کر وہ دوبارہ ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

مشارب خوامخواہ ہی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

گاڑی سگنل پر رکی تو زرار نے میوزک سسٹم بھی آف کر دیا۔

"جل ککڑے ہیں پورے! خود تو ایک لفظ بھی تعریف نہیں کی۔ دوسرا اگر رہا تھا اس کی بھی بولتی بند کر دی۔" ان کے میوزک پلیئر آف کرنے پر مشارب نے جل کر سوچا تھا۔

"صاحب! لے لیجیے نا۔ تازہ پھول کے گجرے ہیں!" وہ چھوٹا سا بچہ ہاتھوں میں پھولوں کے کنگن اٹھائے زرار شاہ سے اصرار کر رہا تھا۔ مشارب رخ پھیر کر بچے کی طرف دیکھنے لگی۔

"صاحب! لے لیجیے نا؟" اس بچے نے پھر اصرار کیا۔

"یار! مجھے نہیں چاہئیں۔ میں کیا کروں گا ان کا؟"

"صاحب! بیگم صاحبہ کو دے دیجیے گا نا وہ خوش ہو جائیں گی۔"

"سو سوئیٹ۔" مشارب کو بے اختیار اس بچے پر پیار آنے لگا۔

"کتنے کے ہیں؟" لمبا سانس کھینچتے ہوئے زرار نے آخر جان چھڑانے کی خاطر کنگن خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ بچہ ایک دم کھل اٹھا اور خوشی خوشی کنگنوں کی قیمت بتانے لگا۔ زرار شاہ نے مطلوبہ رقم اسے تھمائی اور کنگن اس کے ہاتھ سے لے لیے۔ مشارب کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی تھیں۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

"یہ لو۔" زرار نے کنگن اس کی طرف بڑھائے تھے تب مشارب نے کنگن ان کے ہاتھ سے لینے کے بجائے اپنی سنہری کلائی ان کے آگے کردی تھی۔

اس کی اس حرکت پر لمحہ بھر ٹھٹکنے کے بعد زرار نے مشارب کا نازک ہاتھ تھام کر دونوں کنگن دھیرے سے اس کی کلائی میں پہنا دیے۔

"تھینکس۔" شکریہ ادا کرتے مشارب سلطان کی پلکیں لرز گئی تھیں۔

"یو آر ویلکم۔" دھیمے سے کہنے کے بعد انہوں نے گاڑی اسٹارٹ کردی تھی۔

ہوٹل پہنچنے پر ڈاکٹر اریب نے بے اختیار ان دونوں کے کپل کو سراہا تھا۔

"تھینک یو یار!" زرار نے سادہ سے لہجے میں شکریہ ادا کیا تھا۔

"میرے ساتھ رہیں گے تو ایسی ہی تعریفیں سننے کو ملیں گی۔" ڈاکٹر اریب کے کسی اور کی طرف متوجہ ہونے کے بعد مشارب نے ان کے قریب ہو کر سرگوشی کی تو وہ اس کی اس درجہ خود اعتمادی پر اپنی بے ساختہ امڈتی مسکراہٹ چھپانے کے خاطر سر جھکا گئے۔

☼ ☼ ☼

وہ دارالشفا کے آئی سی یو سے نکل رہی تھی جب سامنے سے آتے شخص پر نظر پڑتے ہی بت بن گئی۔

بلیو کلر کی جینز پینٹ اور ریڈ شرٹ میں ملبوس تازہ سرخ گلابوں کا بوکے ہاتھوں میں تھامے وہ سیدھا اس کی جانب آرہا تھا۔

دیار غیر میں کیسے تجھے صدا دیتے
تو مل بھی جاتا تو آخر تجھے گنوا دیتے
تمہیں بھولنا ہی اول تو میری دسترس میں نہیں
جو یہ اختیار بھی ہوتا تو کیا بھلا دیتے

اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ دلکش مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔

"تم کیا سمجھی تھیں' تمہارے انکار کے بعد میں تمہیں بھول کر وہاں بیٹھ جاؤں گا۔۔۔؟ نہیں مشارب سلطان! اتم بھولنے والی چیز ہرگز نہیں ہو۔" وہ والہانہ انداز میں اس کا چہرہ تکتے ہوئے مسکرایا تھا۔

اور مشارب سلطان پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے کوئی برا سپنا دیکھ رہی ہو۔

"رومیل۔۔۔ تم کب آئے؟" وہ تھوک نگلتے ہوئے بمشکل اتنا کہہ پائی تھی جب کہ وہ ہنس پڑا تھا۔

"صبح ہی پہنچا ہوں جب قصر سلطان میں قدم رکھا تھا تو منال اور اسری بھی مجھے دیکھ کر تمہاری طرح اسٹیچو بن گئی تھیں۔"

"لیکن رومیل! یوں اچانک۔۔۔ آئی مین تم نے بتایا ہوتا کہ تم آرہے ہو۔" اپنی حیرت چھپا کر سنبھلتے ہوئے اس نے کہا تو وہ گہری نظروں سے اس کا چہرہ تکنے لگا۔

"میں ضدی لڑکی کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ کہو کیسا لگا میرا سرپرائز؟"

"گڈ۔" اس کے استفسار پر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔

"تمہارے انکار نے اس قدر بے چین کیا مشارب سلطان کہ میں اپنی ہائر اسٹڈیز کی خواہش کو لات مار کر لندن کی فضاؤں کو خیرباد کہہ آیا۔"

"مگر لگتا ہے جیسے تمہیں میرے آنے کی خوشی نہیں ہوئی۔" اپنی اچانک آمد کی وجہ بتانے کے بعد رومیل نے آخر جھینپے لہجے میں کہا تو وہ شرمندہ ہو گئی۔

"ارے۔۔۔ رومیل! تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ تمہاری آمد پر مجھے خوشی نہیں ہوئی۔"

"او یار! یہ ہوئی نا دل خوش کرنے والی بات۔۔۔ ورنہ تو تمہارا یہ زرد زرد سا چہرہ دیکھ کر' میرا دل زخم زخم ہوا جا رہا تھا۔" کھلے کھلے لہجے میں کہتا وہ اچانک رک سا گیا تھا پھر جیسے کچھ یاد آنے پر سر پر ہاتھ مارتے ہوئے سرخ گلابوں کا بوکے اس کی جانب بڑھایا۔

"یہ لو مشارب سلطان اٹس اونلی فار یو۔" تازہ گلابوں کے گلدستے پر نظریں جمائے مشارب نے اس وقت خود کو خاصا بے بس محسوس کیا تھا پھر وقت ہاتھ بڑھا کر رومیل سے وہ گلابوں کا گلدستہ لے لیا۔

"ویری گڈ۔ اب چلو' تمہیں اک بڑھیا سا لنچ کراتا ہوں۔" پھول مشارب کے ہاتھ میں تھمانے کے بعد رومیل نے اسے لنچ کی آفر دی تو وہ متذبذب سی ہو گئی۔

"مگر رومیل! یہ میرے ڈیوٹی آورز ہیں۔۔۔ اور پہلے سے دارالشفا کے دو ڈاکٹرز لیو پر ہیں۔۔۔ سو ایسے میں' میں تمہارے ساتھ کیسے چل سکتی ہوں۔۔۔" اس کے انکار پر رومیل کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلا تھا اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ اس کا ہاتھ تھام کر گھسیٹتا ہوا باہر لے آیا۔

"رومیل! ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ می۔۔۔ میرا اس وقت ڈیوٹی پہ ہونا بے حد ضروری ہے۔" وہ چلا کر رہ گئی۔

"اوں ہوں! اس وقت تمہارا صرف میرے ساتھ رہنا بے حد ضروری ہے۔" وہ اس کے انکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بولا تھا۔ پھر گاڑی کا دروازہ کھول کر اس کو فرنٹ سیٹ پر دھکیل دیا۔ مشارب ہاتھ مسل کر رہ گئی۔

اور یوں چند لمحوں بعد ہی دارالشفا کی حدوں سے نکل کر رومیل کی گاڑی سیاہ تارکول کی سڑک پر فل اسپیڈ سے بھاگنے لگی۔

"اب کہو ضدی لڑکی۔۔۔ اتم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟" گاڑی کے اندر چھائی خاموشی کو رومیل کی بھاری آواز نے توڑا تھا اس کے سوال پر وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی تھی۔ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی وہ کس فیصلے کے بارے میں استفسار کر رہا تھا مگر قصداً خاموش رہی۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔۔ مشارب اتم نے میرے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟" اسے خاموش دیکھ کر اس نے دوبارہ استفسار کیا تو وہ تپ کر بولی۔

"فیصلہ تو ہو چکا ہے رومیل۔۔۔ شاید تم جانتے نہیں ہو میرے بابا۔ بڑے بابا کو انکار کر چکے ہیں۔" مشارب کے الفاظ رومیل کے چہرے پر تھپڑ کی طرح پڑے تھے وہ ایک دم بھڑک اٹھا۔

"اوہ مشارب سلطان سلی گرل۔۔۔ بہتر تھا تم اپنا فیصلہ بدل لیتیں۔۔۔ کچھ اور نہیں تو مجھے کم از کم یہ یقین ہو جاتا کہ میں نے تمہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔۔۔ مگر خیر اب مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم مجھے چاہتی ہو یا نہیں۔ تمہارا فیصلہ میں سن چکا ہوں۔ اور اپنا فیصلہ میں تمہیں سنا رہا ہوں۔" اتنا کہہ کر رومیل نے ایک ساعت کے لیے مشارب کے چہرے کی طرف دیکھا تھا جو زرد ہو رہا تھا۔ پھر اسی طرح اس کے چہرے کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیے وہ مزید بولا تھا۔

"میں لندن سے پاکستان صرف اور صرف تمہارے حصول کے لیے آیا ہوں۔۔۔ اور یہاں سے میں تمہیں حاصل کرنے کے بعد ہی جاؤں گا۔" وہ رومیل کے ضدی لہجے پر خاموش نہ رہ سکی تھی۔

"رومیل! رومیل! اس وقت تم مجھے ایک نفسیاتی کیس لگ رہے ہو۔"

ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا!" وہ اس کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہوں کیا جان' میں تو نفسیاتی کیس ہوں۔۔۔ اور ابھی تم نے میری نفسیات کے کرشمے دیکھے ہی کہاں ہیں۔۔۔" اس کے انداز میں کچھ تو ایسا تھا کہ مشارب لرز اٹھی تھی۔ بے ساختہ گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر سڑک کی طرف دیکھا پھر ہراساں انداز میں رومیل ارسلان کی جانب دیکھنے لگی۔ جو کار ڈرائیو کرتے ہوئے عجیب سے انداز میں مسکرا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ پر مشارب کا دل کسی خزاں رسیدہ پتے کی طرح لرز اٹھا۔

"رومیل! ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔" اپنے اندر اٹھنے والے اندیشے سے گھبرا کر وہ اس سے پوچھ گئی تھی۔ مشارب کے لہجے میں چھپے خوف کو محسوس کر کے رومیل کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

"رومیل۔۔۔ جواب دو؟" اس کی خاموشی پر وہ چیخ ہی تو پڑی۔

"جان من! چلاؤ مت۔ جہاں بھی لے جا رہا ہوں۔ محبت کرنے کے لیے لے کر جا رہا ہوں۔"

Famous Urdu Novels http://famousurdunovels.blogspot.com/

"شٹ اپ، نان سینس۔" وہ اس کی بے ہودہ گفتگو سن کر جیسے انداز میں چیخی تھی۔

رومیل اس کے تپتے چہرے کو اپنی مسکراتی نظروں کے حصار میں لے کر ہنس کر بولا۔

"سویٹ ہارٹ۔ اس وقت اس ڈرے سہمے روپ میں بھی اتنی خوب صورت لگ رہی ہو۔ اگر گالیاں بھی دو گی مجھے ہرگز برا نہیں لگے گا۔"

"تم اس حد تک گر سکتے ہو۔ میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ تم مجھے کڈنیپ کرنے سے پہلے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچا ہوتا کہ میں تمہارے ہی خاندان کی عزت ہوں۔" وہ شاک کی کیفیت میں بولتی چلی گئی تھی مگر جب رکی تو رومیل نے ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔

"اس تھپڑ کو یاد رکھنا۔ اور آئندہ مجھ سے اس لہجے میں بات مت کرنا۔ کیونکہ جب تک تم میری محبت تھیں۔ تب تک تو ٹھیک تھا۔ مگر اب اپنی اوقات میں رہا کرو۔ کیونکہ اب تم فقط رومیل ارسلان کی ضد ہو جسے حاصل کرنے کا عہد وہ خود سے کر چکا ہے۔ اور ہاں زیادہ خوش فہم نہ ہونا مشارب سلطان ایک بار تمہارا یہ غرور توڑ دوں پھر میں یہ تک بھول جاؤں گا کہ تم میری زندگی میں کہاں پر ہو۔" وہ نہایت ہی ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے اسے اپنی اوقات بتا گیا تھا۔

اور مشارب اپنے گال پر ہاتھ رکھے ساکت نظروں سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کا چہرہ تک رہی تھی جو اس رومیل ارسلان سے قطعاً مختلف لگ رہا تھا جسے آج سے قبل وہ جانتی تھی۔

"رومیل پلیز، مجھے معاف کر دو۔" دس منٹ بعد اس کے ساکت وجود میں حرکت پیدا ہوئی تھی وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی۔ ہچکیوں سے روتے ہوئے وہ اس شخص کی منتیں کرنے لگی۔ جو اس کے بے بس روپ سے حظ اٹھاتے ہوئے مسلسل قہقہے لگائے جا رہا تھا۔ بے تحاشا ہنسنے کی وجہ سے رومیل کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے جنہیں ڈیش بورڈ پر رکھے ٹشو بکس میں سے ایک ٹشو نکال کر وہ پونچھنے لگا۔ پھر بولا تو اس کا لہجہ طنز کی گرمی لیے ہوئے تھا۔

"کیوں ستا رہی ہو یار۔ تمہارا یہ منت بھرا روپ مجھے ہرٹ کر رہا ہے۔ تم تو بس ضد کرتی اکڑ دکھاتی ہی اچھی لگتی ہو۔ سو پلیز۔ یہ نازک سے ہاتھ جوڑ کر اپنے رومیل کو شرمندہ مت کرو۔"

"رومیل! تم پچھتاؤ گے۔ اور بہت پچھتاؤ گے۔" رومیل کی اس درجہ کمینگی پر وہ بھڑک کر بولی تھی۔

ہونٹوں میں دبے سگریٹ کو آگ کا شعلہ دکھاتے ہوئے وہ اس کی بات پر زور سے ہنسا تھا۔

تمہیں چاہ کر پچھتا رہا ہوں
اس زخم کا کوئی مرہم نہیں ہے!

"مشارب صاحبہ۔ آپ کو چاہ کر جتنا پچھتا چکا ہوں وہ تا عمر بھر کے لیے کافی ہے۔"

سگریٹ کا کش لیتے ہوئے وہ بولا تو مشارب کے آنسو اور بھی تیزی سے بہنے لگے۔ مگر یہ اشک اس وقت خشک ہو گئے تھے جب رومیل کی گاڑی ایک بڑے سے بنگلے کے گیٹ سے اندر داخل ہونے کے بعد رک گئی تھی۔

"چلو سویٹی اب شرماؤ نہیں باہر نکلو۔" وہ اپنی سیٹ چھوڑ کر اس کی طرف آیا تھا۔ پھر فرنٹ ڈور کھول کر اسے باہر کھینچا اور اسی طرح گھسیٹتے ہوئے وہ ایک ہال نما کمرے میں لے آیا تھا۔ جہاں پر رومیل کے چار دوستوں کے ساتھ ساتھ قاضی صاحب بھی موجود تھے۔ اندر آنے کے بعد رومیل نے مشارب کو صوفے پر دھکیل دیا اور پلٹ کر قاضی سے مخاطب ہوا۔

"بسم اللہ کیجئے قاضی صاحب۔" رومیل کے منہ سے الفاظ کیا ادا ہوئے۔ مشارب کو اپنے پاؤں تلے زمین کھسکتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ ٹکر ٹکر رومیل شاہ کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

جہاں فاتحانہ مسکراہٹ کا رقص جاری تھا۔

✡ ✡ ✡

گولڈن اینڈ میرون کلر کے کمبینیشن والے

راجستھانی شرارہ سوٹ میں ڈھیر ساری بھاری جیولری اور فل میک اپ کے ساتھ دلہن بنی وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوب صورت لگ رہی تھی۔ منال اور اسری تیار کرنے کے بعد ابھی کچھ دیر قبل ہی اسے اکیلا چھوڑ کر گئی تھیں۔

آج رومیل کے ساتھ اس کا دوبارہ نکاح ہونے جا رہا تھا۔ مشارب کی روح بین کر رہی تھی۔ اس کے دل میں نوحے چل رہے تھے۔ مگر قصر سلطان کے لان میں ڈھولک بج رہی تھی۔ تیز تیز تالیاں پیٹتے ہوئے اس کی ساری کزنز شوخ گیت گا رہی تھیں۔

سسکتے لبوں کے سنگ دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر اس نے چھت کی طرف دیکھا۔ وہ بے آواز انداز میں دعا مانگنے لگی۔

دعا مانگتے ہوئے اس نے رومیل شاہ کو بد دعا نہیں دی تھی مگر اپنے لیے روشنی کا استعارہ ضرور مانگ لیا۔

ایک ذات سے جہان بھر کے سلطان سے مدد ضرور مانگی تھی۔ اس دن زبردستی نکاح پڑھوانے کے بعد رومیل اسے واپس قصر سلطان لے آیا تھا۔ وہ اپنے خیال میں مشارب کو قصر سلطان واپس لے آیا تھا۔ مگر یہ رومیل کی بھول تھی۔ اس دن اس کے ساتھ مشارب کی لاش آئی تھی اور پھر اس کے بعد سب کچھ رومیل ارسلان کی مرضی کے مطابق طے پایا تھا۔

ارسلان صاحب نے اس کے بے حد اصرار کرنے پر سلطان شاہ سے دوبارہ مشارب کا رشتہ مانگا تھا اور ایک بار پھر ماہ جبیں بیگم سلطان صاحب کے کہنے پر مشارب سے اس کی مرضی پوچھنے آئیں تو مشارب نے اس بار فرماں برداری سے اپنا سر جھکا دیا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ مشارب کے ہاں کی دیر تھی قصر سلطان کے در و دیوار جیسے کھل اٹھے۔ رومیل ایک ماہ کے اندر شادی کر کے واپس لندن جانا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے سب کچھ بہت جلد بہت عجلت بھرے انداز میں شادی کی تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں اور آج وہ دن آ گیا تھا۔

مگر آج جانے کیوں اسے وہ شخص بڑی شدت سے یاد آ رہا تھا جس کی مسکراہٹ مشارب کو بے حد عزیز تھی اور جو بھیگی آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے بہت دلکش نظر آتا تھا۔

اس رات ڈاکٹر اریب کی شادی اٹینڈ کرنے کے بعد رات چار بجے کی فلائٹ سے زرار کو ایک سیمینار کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا پڑا تھا۔ اس لیے مشارب پر گزرنے والی اس قیامت سے وہ بے خبر تھے۔

مگر مایوں والی رات منال نے بتایا تھا کہ پورے ایک ماہ کے بعد وہ شخص قصر سلطان لوٹ آیا ہے۔

یہ خبر سن کر وہ منال کا چہرہ تکنے لگی۔ مشارب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی اور کی ہونے جا رہی تھی یہ اطلاع سننے کے بعد زرار کے تاثرات کیا تھے۔۔۔ وہ یہ جاننا چاہتی تھی۔ مگر اس شخص کے دل کی بات جاننا اتنا آسان کہاں تھا یہ ہی سوچتے ہوئے اس کی آنکھیں بھیگ کر رہ گئی تھیں۔

✡ ✡ ✡

"لیڈیز اینڈ جینٹل مین پلیز لسن ٹو می۔۔۔!"

تمام رسومات اور فوٹو سیشن سے فارغ ہونے کے بعد جب دلہن کے سجے سجائے وجود کو لا کر رومیل کے پہلو میں بٹھایا گیا۔ تب بھاری آواز میں کی گئی دولہا کی اناؤنسمنٹ نے اس وقت وہاں پر موجود تمام افراد کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ ان سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ مشارب کے پہلو سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

رومیل کے چہرے پر کھیلتی مسکراہٹ میں کچھ ایسا تھا کہ سب لوگ چونک کر رہ گئے۔

"اس سے پہلے کہ آپ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے جائیں میں اس رات کو یادگار بنانے کی خاطر اپنی نئی نویلی دلہن کو آپ سب کی موجودگی میں رونمائی کا گفٹ پیش کرنا چاہوں گا۔" اس کی بات سن کر جہاں سب ہی کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی وہیں مشارب نے بھی شکر کا سانس لیا تھا پھر جھکی پلکیں ذرا سی اوپر کو اٹھائیں اور رومیل کی جانب دیکھنے لگی۔

جو آگے بڑھ کر سامنے ٹیبل پر رکھا وہ پیکٹ اٹھا رہا

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

تھا جو ابھی کچھ دیر قبل ہی اس نے اپنے بیڈ روم سے منگوایا تھا۔

"اس گفٹ کو اپنی کیوٹ سی دلہن کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے میں اسے آپ سب کے سامنے کھولنا چاہوں گا۔" یہ کہہ کر رومیل نے ہاتھ میں موجود پیکٹ پر لپٹا گفٹ پیپر پھاڑ ڈالا تھا۔

اس کے ساتھ ہی کاؤچ پر دلہن بنی بیٹھی مشارب سلطان کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ وہ ساکت نظروں سے رومیل کے ہاتھ میں موجود اپنی گولڈن کور والی ڈائری کو دیکھ رہی تھی۔

جس میں اس نے اپنے دل کی وہ تمام باتیں لکھ ڈالی تھیں جو آج تک کبھی کسی کے ساتھ شیئر نہیں کی تھیں۔ اس نے تو اس حقیقت کو خود سے بھی چھپا کر رکھا تھا اور آج کیا ہو گیا تھا۔ رومیل کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں کی تپش نے مشارب کا چہرہ زرد کر دیا تھا۔ آگے کیا ہونے والا تھا وہ اس کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

"ارے ہماری مسز کے چہرے کا رنگ تو رونمائی کا گفٹ دیکھتے ہی اڑ گیا۔ کہیں آپ اس ڈائری کو پہچان تو نہیں گئیں؟" اس کے چہرے کا رنگ اڑتا دیکھ کر وہ بڑے ہی استہزائیہ انداز میں ہنسا تھا پھر سب کے سوالیہ چہروں پر اک سرسری نگاہ ڈال کر بولا۔

"خواتین و حضرات! آپ کو یہ جان کر یقیناً حیرت ہو گی کہ یہ ڈائری جو اس وقت میں مشارب کو گفٹ کر رہا ہوں، یہ انہیں کی ہے۔" رومیل نے ڈائری مشارب کی گود میں پھینکی تھی۔

"رومیل! یہ کیا بدتمیزی ہے؟" اس کی اس حرکت پر ارسلان شاہ خاموش نہ رہ سکے تھے۔

"تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟" انہوں نے الجھے ہوئے انداز میں استفسار کیا تو وہ سرد لہجے میں یہ کہتا انہیں حیران کر گیا۔

"بابا! میں اپنا حساب برابر کر رہا ہوں۔ اور پلیز مجھے ڈسٹرب مت کیجئے۔" اس کے اس جملے نے ارسلان صاحب کے ساتھ ساتھ شعیب اور سلطان شاہ کے چہرے بھی سرخ کر ڈالے تھے۔

ضبط کی کوشش میں مٹھیاں بھینچتے شعیب سلطان تلملا کر رہ گیا تھا۔

تب شعیب سلطان کی نظر سیاہ جینز شرٹ میں سیاہ شال کاندھوں پر ڈالے سیڑھیوں کی ریلنگ تھامے کھڑے زرار پر پڑی تھی۔

وہ اس وقت رومیل کے تیز تیز بولنے کی آوازیں سن کر اپنے کمرے سے اٹھ کر نیچے آئے تھے اور اب یہ تمام صورت حال دیکھ کر ششدر کھڑے تھے۔

"ارے اچھا ہوا مسٹر زرار سلطان! آپ آ گئے، میں بھی بس آپ کو بلانے ہی والا تھا۔" زرار کو سیڑھیوں پر کھڑا دیکھ کر رومیل بڑے ڈرامائی انداز میں گویا ہوا تھا۔

اس کی بات پر سب کی طرح مشارب کی نظریں بھی زرار کی طرف اٹھی تھیں جو رومیل کی بات سن کر چونک گئے تھے۔

"کیا خیال ہے مسز سب کو بتا دوں؟" زرار شاہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر وہ مشارب کی سمت پلٹا۔

جس کی حالت کاٹو تو لہو نہیں جیسی تھی۔ وہ گھٹیا شخص آگے کیا کہنے والا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتی تھی۔ مہندی سے سجے اپنے مخروطی انگلیوں والے ہاتھ مسلتے ہوئے وہ اس پل شدت سے اپنی موت کی دعائیں مانگنے لگی۔

مگر نہ موت کو اس پر ترس آیا نہ ہی اس شخص کو وہ اس کے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھ کر اپنے دل میں عجیب سی تسکین اترتی محسوس کر رہا تھا۔ مگر جب بولا تو لہجہ کاٹ لیے ہوئے تھا۔

"ارے میں بھی کتنا پاگل ہوں۔ تم سے پوچھ رہا ہوں۔ بھلا تم کیسے کہو گی کہ میں یہ سب پڑھ کر ان لوگوں کو بتا دوں۔ تمہیں تو شرم آئے گی نا۔ آخر تم دلہن ہو۔ چلو میں خود ہی سب کو بتا دیتا ہوں۔ او کے؟" یہ کہہ کر وہ لمحے بھر کے لیے رکا تھا۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے اس نے وہ دھماکا کر دیا جس نے مشارب سلطان کے ساتھ زرار ارسلان کی ذات کے بھی پرخچے اڑا

دیے۔

"آپ کو یہ جان کر حیرت ہو گی کہ یہ ڈائری جو اس وقت ہماری مسز کی گود میں رکھی ہے۔ اس میں انہوں نے اداس آنکھوں والے جس شخص کی محبت کے راگ الاپے ہیں۔ وہ شخص میں یعنی رومیل ارسلان ہرگز نہیں۔"

"رومیل! گھٹیا انسان تمہاری یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مشارب جیسی معصوم لڑکی کے کردار پر کیچڑ اچھالو۔"

زرار بپھرے انداز میں سیڑھیوں سے اتر کر اس تک پہنچے تھے اور اپنے دونوں ہاتھوں میں رومیل کا گریبان تھام لیا۔

"کام ڈاؤن بگ برادر کام ڈاؤن۔" رومیل اپنا گریبان ان کے ہاتھوں سے چھڑاتے ہوئے طنزیہ انداز میں ہنسا تھا۔ پھر زرار شاہ کے چہرے کو اپنی چبھتی نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔

"میں جانتا تھا آپ اپنے تعارف کے لیے خود ہی آگے بڑھیں گے۔ مجھے آپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اشارہ ہی کافی ہے۔" وہ مکاری سے ہنسا۔

"آئی ہوپ آپ سب لوگ جان گئے ہوں گے کہ میں تھوڑی دیر پہلے جس اداس آنکھوں والے شخص کا ذکر کر رہا تھا" وہ کون ہے۔" نارمل انداز میں ادا کیے گئے رومیل کے وہ الفاظ کسی ایٹم بم کی طرح زرار ارسلان کی سماعتوں کے قریب پھٹے تھے۔

وہ اس انکشاف پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے رخ موڑ کر مشارب کی طرف دیکھنے لگے۔ آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ وہ بھی ان کی طرف دیکھ رہی تھی نظریں ملنے پر مشارب کا دل چاہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اسے نظریں جھکاتے دیکھ کر زرار کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں وہ بے یقین انداز میں سر ہلانے لگے۔

"کیا ہوا؟" شاکڈ ہو گئے یا خوشی کی وجہ سے قوت گویائی سلب ہو گئی مسٹر زرار صاحب۔؟" تلخی سے رومیل کے لب مسکرائے تھے۔ تب ساکت کھڑے ارسلان شاہ نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔

"اگر تم نے ایک لفظ بھی اور کہا تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ ابھی اور اسی وقت قصر سلطان سے نکل جاؤ۔" ان کا لہجہ بے لچک تھا۔ وہ بغیر چونکے ہنس پڑا۔ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے زہر خند لہجے میں بولا تھا۔

"چلا جاؤں گا۔ چلا جاؤں گا قصر سلطان سے تو کیا میں یہ شہر یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ مگر اپنا حساب چکتا کرنے کے بعد۔" یہ کہتے ہوئے وہ ایک جھٹکے کے ساتھ پلٹا تھا اور مشارب کے روبرو جا کھڑا ہوا۔

تب عروسی لباس میں کسی گڑیا کی طرح دمکتی مشارب سلطان کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا تھا۔ اس نے جھکی پلکیں اٹھا کر سہمے ہوئے انداز سے سامنے کھڑے شخص کی جانب دیکھا تھا۔ اور اس شخص کے بے تاثر چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

"مشارب سلطان! تم نے مجھے ریجیکٹ کر کے جو تھپڑ میرے منہ پر مارا تھا۔ آج اسے ان تین الفاظ کی صورت میں تمہیں لوٹا رہا ہوں۔ میں رومیل ارسلان بقائمی ہوش و حواس مشارب سلطان کو۔"

"رومیل۔ پلیز۔ پلیز یہ ظلم مت کرو۔ میری بہن مر جائے گی۔" باقی کے الفاظ ابھی رومیل کے منہ میں ہی تھے جب شعیب سلطان نے آگے بڑھ کر اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

قصر سلطان کے تمام افراد اس وقت ساکت کھڑے رومیل کو دیکھ رہے تھے جو شعیب شاہ کی اس حرکت پر لمحہ بھر کے لیے تھم سا گیا تھا۔

مگر پھر دوسرے ہی پل وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے ذرا سا پیچھے ہٹا۔ مسکرایا اور بڑی سفاکی کے ساتھ الفاظ مکمل کر گیا۔

"مشارب سلطان میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔"

"رومیل خبردار! ایک اور لفظ آگے مت کہنا۔

ورنہ میں تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کر دوں گا۔" ارسلان شاہ نے آخری حربے کے طور پر آگے بڑھ کر اسے دھمکی دی تھی۔

پر وہ ذرا بھی نہ گھبرایا تھا اور بڑی آسانی سے تیسری بار بھی وہ الفاظ ادا کر دیے تھے۔ جس نے مشارب سلطان کے نسوانی وقار کے پرخچے اڑا ڈالے تھے۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔ مشارب سلطان۔" وہ بے یقینی سے کھڑی رہ گئی تھی۔

وہاں موجود تمام نفوس کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ جبکہ اپنا حساب بے باق کرنے کے بعد روحیل ارسلان وہاں رکا نہیں تھا۔ پلٹ کر زرار شاہ کی سامنے نگاہوں میں جھانکتے ہوئے زہریلے انداز میں مسکرایا اور قصر سلطان کی حدوں سے نکلتا چلا گیا۔

اس کے وہاں سے جانے کے بعد چند ثانیے وہ بت بنی کھڑی رہی تھی پھر جب دوبارہ اس کے وجود نے حرکت کی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ چکرا کر گرتی قریب کھڑے شعیب سلطان نے آنسو برساتی آنکھوں سمیت آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا تھا۔ کتنے ہی ان گنت موتی رافعہ بیگم کی آنکھوں سے ٹوٹ گرے تھے۔ جبکہ سلطان صاحب دل پر ہاتھ رکھے دیوار سے جا لگے تھے اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔

۞ ۞ ۞

کہتے ہیں وقت ہر زخم کا علاج ہوا کرتا ہے۔ مگر یہ وقت مشارب سلطان کے زخموں کا علاج نہ بن سکا تھا۔ اس حادثے کو گزرے آٹھ ماہ سے زائد عرصہ ہونے کو آیا تھا۔ مگر اب تک مشارب کے وہ زخم مندمل نہ ہو پائے تھے، جو روحیل ارسلان اس کی روح پر سجا چکا تھا۔ اس رات اس کی زندگی میں تاریکیوں کی سیاہی گھول کر وہ خود ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لندن روانہ ہو گیا تھا۔

مشارب ماتھے پر طلاق کا کلنک سجائے قصر سلطان میں تنہا رہ گئی تھی۔ اس رات کی بدصورتی نے اس سے اس کا ہنستا بولتا سب چھین لیا تھا وہ اپنے کمرے کی چار دیواری میں مقید ہو کر رہ گئی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے دار الشفا جانا تک چھوڑ رکھا تھا۔

بابا، بڑے بابا، مما، شعیب لالہ، منال اور اسری سب ہی اس کا خیال رکھ رہے تھے۔ مگر ان سب کی محبتوں کے باوجود وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔ روحیل نے جس طرح اس کا تماشا بنایا تھا وہ دکھ اس کے اندر کو مار رہا تھا۔ مشارب حیران ہو کر سوچتی کیا محبت کرنے کی اتنی بڑی سزا ملا کرتی ہے؟ جتنی بڑی سزا روحیل شاہ نے اسے دی تھی۔

مشارب سلطان نے تو زرار ارسلان سے بہت پاکیزہ محبت کی تھی۔ جس کی خوشبو کو اس نے ہمیشہ اپنے سینے میں چھپائے رکھا تھا۔ مگر ہوا کیا۔ اس کی محبت ہی تباہی سربازار ہو گئی تھی۔ مشارب کو اچھی طرح یاد تھا۔

روحیل کے انکشاف پر زرار شاہ نے کیسی نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا مشارب سلطان اس پل کٹ کر رہ گئی تھی۔ کتنی حیرت اور کیسا شاک بھرا تاثر تھا اس وقت اس شخص کی نگاہوں میں جیسے اسے اس بات پر یقین ہی نہ آیا ہو۔ اس دن کے بعد وہ زرار کے سامنے نہیں آئی تھی شاید اس میں اس شخص کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ مگر اس وقت وہ تڑپ کر رہ گئی جب اس واقعے کے صرف پانچ ماہ بعد مما نے اسے زرار ارسلان کے پرپوزل کے بارے میں بتایا تھا۔ تب اس نے ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر انکار کر ڈالا تھا۔

"وہ شخص شاید ترس کھا کر مجھے اپنانا چاہتا ہے۔۔۔ پر مما! آپ اس کو بتا دیجئے گا کہ مشارب سلطان کو زرار ارسلان کی یہ بھیک نہیں چاہیے۔" مما اس کا جواب سن کر رو پڑیں۔

"نہیں میری جان تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔۔ وہ تو اپنی خوشی سے تمہارا ہاتھ مانگ رہا ہے۔۔۔ اس نے خود ہی ارسلان بھائی سے کہا تھا ہم سے تمہارا رشتہ مانگنے کے لیے۔"

"مما! میں دوبارہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔۔۔ آپ پلیز بڑے بابا کو انکار کر دیجئے گا۔" رافعہ شاہ کو اپنا آخری فیصلہ سناتے ہوئے کوئی لچک کوئی گنجائش اس کے لہجے میں موجود نہیں تھی۔ رافعہ شاہ تب ناکام لوٹ گئی تھیں۔ ان کے جانے کے بعد مشارب ایک طویل سانس کھینچتے ہوئے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی تھی مگر شاید اطمینان و سکون نام کی کوئی چیز اس کے مقدر میں نہیں تھی۔

تب ہی تو اچانک وہ کچھ ہو گیا تھا جس نے اس کے سکون کو ایک بار پھر منتشر کر ڈالا تھا۔ "مشارب نے زرار کے پرپوزل سے انکار کر دیا ہے" یہ خبر سننے کے بعد سلطان شاہ کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ زرار انہیں اندھیرے میں روشنی کی کرن محسوس ہوا تھا۔۔۔ اور ایسے میں مشارب کا انکار سن کر وہ بری طرح سے ٹوٹ گئے تھے۔

۞ ۞ ۞

بابا کے ہارٹ اٹیک کی خبر مشارب پر بجلی بن کر ٹوٹی تھی۔ اس وقت بابا آئی سی یو میں تھے اور وہ شعیب لالہ کے سینے سے لگ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ دار الشفا کے در و دیوار اس کی سسکیوں سے گونج اٹھے تھے اور پھر دوسری صبح ہی بابا کے ہوش میں آنے کے بعد ان کی خواہش پر دار الشفا کے لان میں سادگی کے ساتھ اس نے اپنے تمام حقوق زرار شاہ کے نام کر دیے۔ نکاح نامے پر سائن کرنے کے بعد وہ روتی سسکتی قصر سلطان واپس آ گئی تھی۔

شعیب لالہ اسے قصر سلطان چھوڑنے کے بعد خود واپس دار الشفا لوٹ گئے تھے۔ مسلسل ذہنی تناؤ کے باعث وہ خود کو بہت تھکا سا محسوس کر رہی تھی۔ ذہنی انتشار کو کم کرنے کے لیے واش روم میں گھس گئی۔ گھنٹہ بھر ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد بیڈ روم میں واپس آ کر بال سلجھائے پھر دوپٹہ شانوں پر پھیلا کر اپنا سیل اٹھایا اور ٹیرس پر آ گئی۔

چودھویں کا چاند پورے آب و تاب کے ساتھ افق پر جگمگا رہا تھا۔ ٹیرس کی ریلنگ تھام کر وہ نیچے جھانکنے لگی۔

پورے لان کو چاندنی کی دل آویز روشنی نے اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ مشارب نے سیل فون میں وقت دیکھا۔ رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ قصر سلطان کے مکین اس وقت نیند کی آغوش میں محو خواب تھے۔

کچھ سوچ کر اس نے شعیب لالہ کا نمبر ڈائل کیا پھر ان سے بات کر کے بابا کی طبیعت کے بارے میں پوچھنے کے بعد مطمئن سی ہو کر وہ نظر اٹھا کر چاند کو تکنے لگی۔ جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا جواباً ایک اداس مسکراہٹ چمکتے چاند کی جانب اچھال کر وہ زرار شاہ کے بارے میں سوچنے لگی۔

اپنے اور ان کے مابین نکاح کے بندھن کا خیال آتے ہی مشارب کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ بمشکل بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی وہ چاند سے نظر ہٹا کر کار پورچ پر نظریں دوڑانے لگی۔

دفعتاً بڑے بابا کی گاڑی کے پیچھے کھڑی زرار ارسلان کی بلیک پراڈو پر نگاہ پڑتے ہی وہ حیران رہ گئی تھی۔

"ارے۔۔۔ یہ کب آئے دار الشفا سے؟" کچھ حیران سا ہو کر اس نے خود سے استفسار کیا تھا۔

ٹھیک اس وقت اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی تھی۔ میسج ریسیو کرنے کے بعد وہ پڑھنے لگی۔

"آپ کو شادی کی بہت بہت مبارک ہو مسز مشارب زرار! مٹھائی کب کھلا رہی ہیں۔۔۔ زرار بھیّو۔"

"ہونہہ! بڑے آئے مبارک باد دینے والے" میسج پڑھ کر وہ بری طرح سے تپ گئی "جانے خود کو کیا سمجھتے ہیں؟" دھیرے سے بڑبڑاتی مشارب اس وقت چونک گئی تھی جب Hogo boss کی دلفریب مہک نے اس کے حواسوں کو جکڑنا شروع کیا تھا۔ ہوا سے منتشر ہوتے بالوں کو ہاتھوں سے پیچھے کی طرف دھکیلتی وہ سرعت سے پلٹی تھی اور اس کوشش

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

میں اس کے خوب صورت لمبے اسٹیپ کٹ بال جھٹکا کھا کر نازک سی پشت پر بکھر کر رہ گئے تھے۔

"بیوٹی فل۔۔۔" ستائش کی زیادتی سے زرار ارسلان کے لب ہلے تھے۔ سفید رنگ کے کڑکڑاتے شلوار قمیص میں وہ دونوں بازو اپنے سینے پہ باندھے اس سے کچھ ہی فاصلے پہ کھڑے مسکرا رہے تھے۔

ایک پل کو مشارب کی دھڑکنیں اس شخص کو اپنے روبرو پا کر تھم سی گئی تھیں۔ لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

نظروں کے تصادم پر وہ مشارب کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے محویت سے گویا ہوا۔

آنگن میں آؤں گا میں چاندنی لیے
اس انتظار میں رات بھر جاگا تو مت کرو
کہتے ہیں لوگ مجھ سے، تم ہو بجھی بجھی
یہ کیا غضب ہے عشق کو رسوا تو مت کرو

زرار ارسلان کی دلکش و بھاری آواز نے اسے ساکت کر دیا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ شعر مکمل کر کے خاموش ہوئے مشارب نے وہاں سے جانے کا قصد کیا اور قدم آگے کی جانب بڑھائے۔

"جسٹ آمنٹ!" وہ ان کے پاس سے گزر کر جانے لگی تھی جب زرار نے اس کی کلائی تھام لی۔

"پلیز۔ مجھے جانے دیں۔" ان کی جرات پر وہ دبے دبے انداز میں چیخی تھی۔

"اس طرح نہیں، پہلے مجھے مبارک باد دیں۔۔۔ آخر آپ کی طرح میرا بھی آج نکاح ہوا ہے۔۔۔" وہ شوخ انداز میں فرمائش کر رہے تھے۔ مشارب ان کے شوخ انداز پر لمحہ بھر کے لیے ٹھٹک گئی تھی۔ مگر پھر اگلے ہی پل غصے میں آکر زرار کی گرفت سے اپنی کلائی چھڑانے لگی۔

"چھوڑ دیں میرا ہاتھ ورنہ۔۔۔" اپنی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد وہ بھڑک کر بولی تو وہ ہنس پڑے۔

"ورنہ کیا؟ اگر میں نے ہاتھ نہیں چھوڑا تو کیا شور مچا دو گی۔۔۔؟" اس کے تپتے چہرے کو اپنی محظوظ نگاہوں کے حصار میں لیے وہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے بولے۔

وہ سر جھکا کر اپنے لب کاٹنے لگی اور اس ادا پر زرار کو اتنا پیار آیا کہ دھیرے سے مسکراتے انہوں نے مشارب کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔

تب گھنیری پلکیں جھپک کر وہ استعجابیہ انداز میں ان کی طرف دیکھنے لگی۔ اس معصوم سی لڑکی کو اپنی طرف دیکھتا پا کر زرار کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

ان کو مسکراتا دیکھ کر مشارب کی آنکھیں خوامخواہ بھیگ گئیں۔

"آپ بہت خراب ہیں!" وہ روہانسے پن سے بولی تھی۔

"آئی نو!" زرار نے جھٹ سے اعتراف کر لیا۔

وہ ان کے یوں فوراً "مان جانے" پر مطمئن نہ ہوئی تھی تب ہی اپنے دل کی مزید بھڑاس نکالنے کی خاطر ایکدم بھڑک کر بولی۔

"خراب ہیں تو پھر یہاں کیوں آ گئے میرے پاس۔۔۔ جائیں جا کر اپنے کمرے میں حرا آپی کو یاد کریں۔"

"او مائی گڈنیس۔" مشارب کی بات پر زرار کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ انہیں اس کی خفگی کی وجہ اب سمجھ میں آئی تھی۔

"او تو ڈاکٹر مشارب جیلس۔۔۔ بھی ہوتی ہیں؟" اس کو چھیڑنے کی خاطر زرار نے لفظ جیلس کو خاصا کھینچا تھا۔ جس پر وہ حسب توقع تپ گئی تھی اور جب بولی تو لہجہ غصے کی وجہ سے لرز رہا تھا۔

"فار یور کائنڈ انفارمیشن مسٹر زرار ارسلان۔۔۔ میں معمولی لوگوں سے ہرگز جیلس نہیں ہوا کرتی۔" بڑی صاف گوئی سے کہتی وہ انہیں حیران کر گئی تھی۔

اور اس وقت زرار کا دل بے اختیار ہی نکاح کی طاقت پر ایمان لے آیا تھا۔ جس نے محض چند گھنٹوں میں ان کے سامنے ہمیشہ "سر سر" کی رٹ لگائے رکھنے والی نروس سی لڑکی کو ایک دم سے شیرنی بنا ڈالا تھا۔ بہرحال جو بھی تھا مشارب کا یہ نیا روپ زرار شاہ کو اس وقت بہت اچھا لگ رہا تھا۔

اور اسی طرح اسے اپنی ستائش بھری نگاہوں کی گرفت میں لیے جب وہ بولے لہجہ خود بخود گمبھیر ہو گیا تھا۔

"کیپ اٹ اپ، بہت اچھی لگ رہی ہو اس طرح غصہ کرتے ہوئے تمہارا یہ روپ زیادہ اپیل کرتا ہے۔" ان کے گمبھیر لہجے پر وہ سر جھکا گئی تھی۔

اور اس کے بعد بڑی ہی معنی خیز خاموشی ان دونوں کے درمیان چھا گئی۔ رات کی رانی اور Hugo کی ملی جلی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارتے ہوئے وہ یک ٹک کھڑے اسے دیکھے جا رہے تھے۔

وہ جو فرش پر گھنیری پلکیں جھکائے جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی۔ اس کی ناک میں پڑی ننھی سی لونگ رات کی چاندنی میں کچھ زیادہ ہی نکھر کر چمک رہی تھی۔ اور مشارب کی ناک میں سجی وہ لونگ ہی تو تھی جو زرار کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی۔

"میں کتاب زیست تمہارے سامنے کھول تو دوں لیکن کہاں سے پڑھنا شروع کروں۔۔۔؟" درمیان میں چھائی خاموشی کو زرار کی بھاری آواز نے توڑا تھا۔

وہ حیران ہو کر ان کو دیکھنے لگی جہاں اداسی ڈیرا ڈال چکی تھی مگر اس کی جانب تکتا پا کر وہ لمحہ بھر کو رک کر مسکرائے تھے پھر مزید گویا ہوئے۔

"وہاں سے جہاں حرا نے مجھے ٹھکرا دیا تھا۔ اور میں ٹوٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔؟ یا پھر وہاں سے شروع کروں جہاں حرا شاہ کے انکار کا دکھ اپنے سینے سے لگائے میں لندن چلا گیا تھا۔ یا پھر وہاں سے؟ جس رات میں نے تمہیں تھپڑ مارا تھا اور تمام رات تمہارے آنسوؤں نے مجھے سونے نہیں دیا تھا۔ یا پھر وہاں سے جب۔۔۔ ڈاکٹر صاحبہ کی شادی پر جانے سے قبل تم بلیک ساڑھی میں ملبوس آنکھوں میں بلیو لینز لگائے میرے سامنے آئی تھیں۔

اس رات مشارب۔۔۔ میں تمام رات مضطرب رہا تھا۔ مجھے کیا چیز ڈسٹرب کر رہی تھی میں جان نہیں پایا تھا بہرحال مجھے یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ رات میری زندگی میں آنے والی پہلی رات تھی جب میں حرا شاہ کے علاوہ کسی دوسری لڑکی کو سوچ رہا تھا۔"

بیوٹی بکس کا تیار کردہ
سوہنی ہیئر آئل
SOHNI HAIR OIL

● گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
● نئے بال اگاتا ہے
● بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
● مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید
● ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے

قیمت: 120/ روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف 120/ روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوا لیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لیے .... 300/ روپے
3 بوتلوں کے لیے .... 400/ روپے
6 بوتلوں کے لیے .... 800/ روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آرڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:
بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں
بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 32735021

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

ان انکشافات پر مشارب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

یہ شخص بھی اسیر محبت تھا وہ اس سفر میں تنہا نہیں تھی۔ اس پر شادی مرگ جیسی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔ جبکہ وہ اس کی حالت سے بے نیاز کہے جا رہے تھے۔

"اس رات مشارب... اس رات میں نے آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ پر جانے کیوں اس پل میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ رومیل ارسلان کو ریجیکٹ کرنے والی ضدی لڑکی کے میرے بارے میں کیا خیالات ہوں گے۔

اسی رات چار بجے کی فلائٹ سے مجھے ایک سیمینار کے سلسلے میں ملک سے باہر جانا پڑا تھا۔ اور وہیں شعیب نے فون کر کے تمہاری اور رومیل کی شادی کی اطلاع دی تھی۔ اور اس دن میرا زبردست قسم کا نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے بچا۔ یہ ہی وجہ تھی کہ مجھے دیار غیر میں ایک ماہ لگ گیا تھا۔"

ان کی طبیعت کی ناسازی کا سن کر وہ متحیر رہ گئی تھی اور جانے اسے کیا ہوا کہ ایک دم سے رو پڑی۔

"ارے" اسے یوں زارو قطار روتے دیکھ کر وہ بوکھلا کر خاموش ہو گئے تھے۔

"آپ نے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا ہم میں سے کسی کو۔ دیار غیر میں تنہا اتنی اذیت سہتے رہے۔" اس نے روتے ہوئے شکوہ کیا تو وہ اس کے انداز پر ہنس پڑے۔ انہیں ہنستے دیکھ وہ غصے سے گھورنے لگی۔

"آپ کتنے خراب بچے ہیں، مجھے روتا دیکھ کر ہنس رہے ہیں؟" اس کی بات سن کر زرار کی ہنسی کو بریک لگے تھے۔ وہ فوراً" اپنے کان پکڑ کر بولے۔

"سوری مسز۔ غلطی ہو گئی آج کے بعد آپ جناب کو روتے دیکھ کر میں بھی رونے لگوں گا۔ ٹھیک ہے؟" وہ ان کے مسز کہنے پر پہلے ہی سرخ پڑ چکی تھی۔ اس لیے ان کی تائید لینے پر جھٹ سے سر ہلا دیا تھا۔

اس کے جھینپے ہوئے انداز پر وہ مزہ لے کر مسکرائے پھر اپنی کڑکڑاتی قمیص کی جیب میں ہاتھ ڈال کر انہوں نے وہ سونے کا بریسلٹ نکال لیا تھا جو آج شام کو ہی خریدا تھا۔

چھوٹے سے گلابی کیس کو کھول کر انہوں نے ڈائمنڈز سے مزین جگمگاتا بریسلٹ نکالتے ہوئے اجازت طلب نظروں سے مشارب کی جانب دیکھا تھا۔ وہ بھی اس وقت ان ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

نگاہوں کے تصادم پر ایک بہت ہی دلکش مسکراہٹ نے زرار ارسلان کے لبوں کو چھو لیا اور پھر بڑے ہی احتیاط کے ساتھ انہوں نے ہاتھ میں تھاما بریسلٹ مشارب سلطان کی سنہری و نازک کلائی میں پہنا دیا تھا۔

"اسے فی الحال میری طرف سے رونمائی کا تحفہ سمجھیں..." بریسلٹ پہنانے کے بعد زرار نے دھیمے سے سرگوشی کی تو مشارب ان کی بات پر جھوٹے روٹھے سے انداز میں مسکرا کر رہ گئی۔

تب اس کی پلکوں پہ نمی دیکھ کر زرار کو یاد آیا تھا کہ آج سے پہلے ایک ایسی ہی چاندنی رات میں ان کے دل نے اس لڑکی کے سارے آنسو سمیٹ لینے کی خواہش کی تھی۔ مگر تب وہ اس خواہش کو اپنے دل میں دبا گئے تھے کیونکہ اس وقت زرار ارسلان ایسا کوئی حق نہیں رکھتے تھے۔

"لیکن آج وہ یہ خواہش دل میں دبا نہیں پائے تھے اور بڑے ہی استحقاق کے ساتھ ہاتھ بڑھا کر انہوں نے مشارب سلطان کی پلکوں پہ چمکتے تمام آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں میں سمیٹ لیے تھے۔ کیونکہ یہ وہ لڑکی تھی جو زرار ارسلان کے دل کے ٹوٹے شیشے جوڑنے کی خاطر اپنے ہاتھ زخمی کر بیٹھی تھی۔

مشارب اس پل کھل کر ہنس پڑی تھی اور وہ کیوں نہ ہنستی اس کا چاند اس کی چوکھٹ پر جو کھڑا تھا۔